★ بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ ★

★★

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

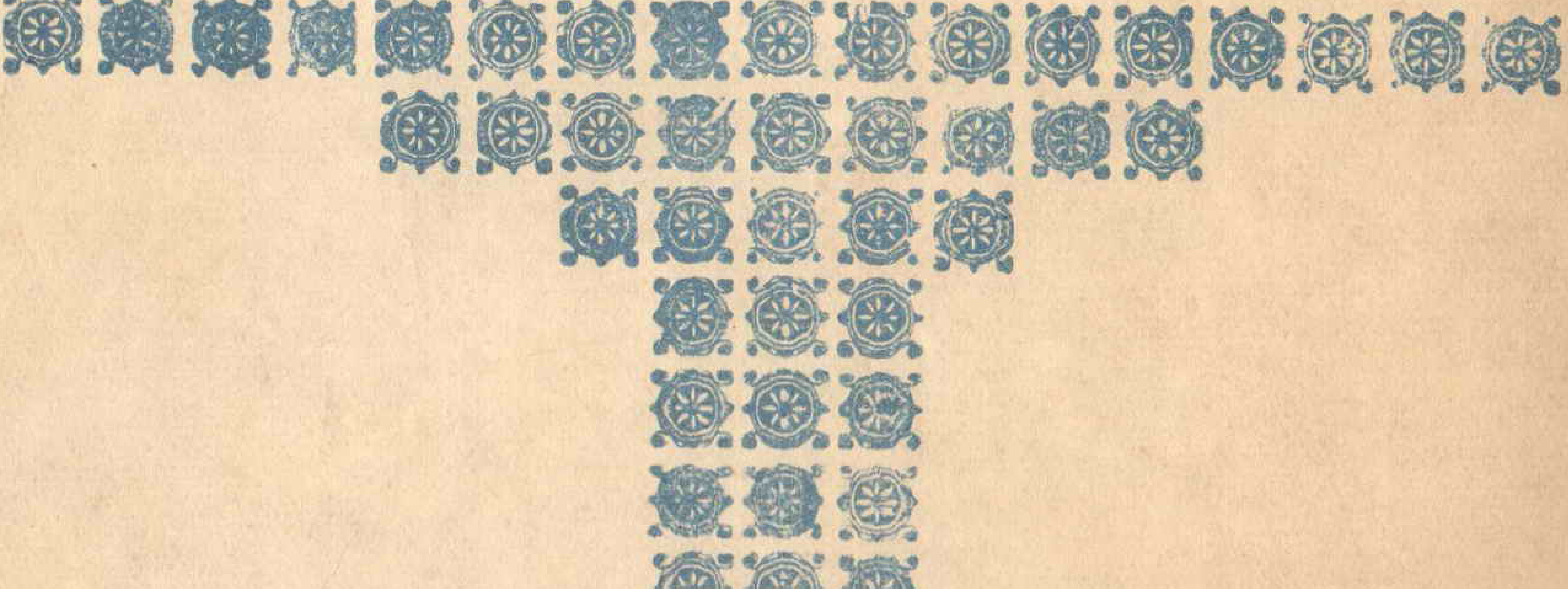

فروری 1978ء — تبلیغ 1357 ہش

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصرؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و
شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۷ ہش
فروری ۱۹۷۸ء
جلد ۲۰ شمارہ ۲

ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر

ناشرین
نصیر احمد قمر ۔ عبدالسمیع خان ۔ منیر احمد جاوید

پبلشر: محمد شفیق قیصر ۔ پرنٹر: سید عبدالحی
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ۔ دارالصدر جنوبی ربوہ

فہرست

- قال اللہ تعالیٰ ص ۲
- قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ۳
- فرزند دلبند گرامی ارجمند رضی ۴
- "ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے" ۷
- ہلکی پھلکی کہانیاں ۹
- شگفتہ شگفتہ ۱۷
- حضرت مولوی محمد حسین صاحب ۲۳
- بزم تشحیذ ۲۶
- ننھے ادیب ۲۷
- خبر نامہ تشحیذ ۳۲
- "یہ یقینی چوکا تھا اگر....." (مزاحیہ) ۳۵
- یاد رکھنے کی باتیں ۳۷
- ناصرات کے صفحات ۳۹
- مسکرائیے ۴۶
- مجالس کی دوڑ ۴۸

چندہ سالانہ
دس روپے

قیمت فی پرچہ
ایک روپیہ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (الآیہ)

ترجمہ: اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکّل کرنا چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"رعایتِ اسباب ہماری اسلامی شریعت میں منع نہیں ہے۔ کسی شخص نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم دوا کریں۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ "ہاں دوا کرو۔"

کوئی مرض ایسا نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ کوئی وید یا ڈاکٹر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی فلاں دوا ضرور فائدہ کرے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی شخص کیوں مرتا......

......بعض لوگوں نے گھمنڈ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہی ذلیل کر کے دکھا دیا ہے کہ جالینوس کو اسہال کے بند کرنے کا بڑا دعویٰ تھا۔ خدا کی شان کہ وہ خود اسی مرض کا شکار ہوا۔ اسی طرح بعض طبیب مدقوق ہو کر اور بعض مسلول ہو کر اس دنیا سے چل بسے...... پس معلوم ہوا کہ انسان کو کسی قسم کا دعویٰ سزاوار نہیں۔ ہمارے والد صاحب مرحوم بھی مشہور طبیب تھے جن کا پچاس سالہ تجربہ تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حکمی نسخہ کوئی نہیں۔ اور اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ تصرف اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ انسان مصیبت میں جلد مایوس نہ ہو اور غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے۔ یکدفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگ جاتے ہیں۔ کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے۔ کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون ان بیماریوں پر حاوی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحات ۲۵۲ - ۲۵۳)

قَالَ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم

"عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ"

(مسلم کتاب الزھد والرقاق)

ترجمہ: - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار ہو، بے نیاز ہو۔ گمنامی اور گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرنے والا ہو۔

○

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ"

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا ردّ نہیں ہوتی۔

○

فرزند دلبند گرامی ارجمند (رضہ)

آج سے قریباً ایک صدی قبل جب انسانیت ضلالت و گمراہی کی ظلمات میں بھٹک رہی تھی۔ اور اس اللہ سے جو نور السمٰوٰت والارض ہے۔ کوسوں دور علم و عرفان سے محروم جہالت کی تاریکی میں ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ جب نور ایمان و اسلام دنیا سے اٹھ چکا تھا۔ نور قرآن مہجور ہو چکا تھا۔ اور جب دنیا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑنے کے نتیجہ میں انواع و اقسام کی ظلمات میں مستور تھی۔

ان ظلمات کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو آسمانی نور دے کر بھیجا تاوہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو ظلمات سے نکال کر راہ راست پر لے آئے۔ اور وہ مبارک وجود سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود تھا۔ لیکن چونکہ یہ کام چند گھنٹوں، چند دنوں یا چند مہینوں اور سالوں کا نہ تھا بلکہ اس کے لئے طویل اور مسلسل جدوجہد۔ متواتر کوشش درکار تھی۔ اور اس امر کی ضرورت تھی کہ نسلاً بعد نسلٍ ایسے وجود کھڑے ہوتے رہیں جو اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے والے ہوں لیکن چونکہ انسان کی عمر محدود ہے۔ اسے آخر ایک دن اس دنیا سے کوچ کرنا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور خدائے عزوجل سے تائید حاصل کرنے کے لئے اور اس کام میں اس کی مدد و نصرت چاہتے ہوئے رحمت کا ایک نشان مانگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اشاعت انوار الٰہی توحید کے قیام اور غلبۂ اسلام کی اس شدید خواہش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ آپ کی متضرعانہ دعاؤں کو سنا اور آپ کو ایک ایسے ہونہار، حسین اور نیک پاک فطرت بچے کی بشارت دی جو عظیم الشان صفات کا حامل ہونے والا تھا اور جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قیام توحید اور غلبۂ اسلام کے لئے اپنی زندگی صرف کرنے والا تھا۔ چنانچہ اس نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا

سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی..... وہ شخص ہے مبارک وہ شخص ہے فرزند دلبند گرامی ارجمند...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔"

یہ عظیم الشان پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں شائع فرمائی۔ یہی وہ عظیم پیشگوئی ہے جو "پیشگوئی مصلح موعود رضی" کے نام سے معروف ہے اس پیشگوئی کے تقریباً تین سال بعد وہ مبارک بچہ ۱۲ر فروری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ کو جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات قادیان میں پیدا ہوا۔ اس بچے کا نام "بشیر الدین محمود احمد" رکھا گیا۔ پیشگوئی کے مطابق یہی وہ موعود بچہ تھا جس کے وجود کے ساتھ روئے زمین پر بسنے والی تمام قوموں کی تقدیر وابستہ ہونے والی تھی اور جس نے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرتے ہوئے زمین کے کناروں تک شہرت پانی تھی۔

چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس پیشگوئی کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کے بچپن جوانی اور بڑھاپے کو جس پہلو اور جس جہت سے بھی دیکھیں۔ صاف نظر آتا ہے کہ آپ کے دل میں توحید باری تعالیٰ کے قیام۔ کلام اللہ کے مرتبہ اور محمد رسول اللہ کی عزت کو دنیا پر ظاہر کرنے کی ایک تڑپ تھی۔ آپ کو اگر کوئی فکر تھی تو یہ کہ اسلام کو جلد از جلد دنیا بھر کے ادیانِ باطلہ پر غالب کیا جائے۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتہائی مخلص صحابہؓ میں سے تھے بیان فرماتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا۔ مانگوں گا مگر جب میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی

وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا۔ اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے۔ مگر جب آپ نے سر اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کی۔ اور پوچھا۔ میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا۔ اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔

(بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل ص۱۵۱)

اے کاش کہ ہم میں سے ہر احمدی کے دل میں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت غلبہ اسلام کے لئے ایسی ہی تڑپ اور ایسا ہی جوش اور ولولہ پیدا ہو۔ اور ہم میں سے ہر ایک اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے لئے دن رات دعائیں کرنے والا ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو! (آمین!)

○

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

"ہماری جماعت کے ہر بچے، ہر نوجوان، ہر عورت اور ہر مرد کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے سپرد اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا جو اہم کام کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا کی اور کوئی امانت نہیں ہو سکتی ...... جو چیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کی ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی بادشاہتیں بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں بلکہ ان کو اس سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی کنکر کو ہیرے سے ہو سکتی ہے

پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لو اور اس غرض کے لئے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرو تا کہ ایک کے بعد دوسری نسل اور دوسری کے بعد تیسری نسل اس بوجھ کو اُٹھاتی چلی جائے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔"

(مشعلِ راہ ص۹۲۱)

○

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خُدا کرے

منتخب اشعار از کلام سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بڑھتی رہے خُدا کی محبّت خُدا کرے حاصل ہو تم کو دید کی لذّت خُدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خُدا کرے ایمان کی ہو دل میں حلاوت خُدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خُدا کرے حاصل ہو مصطفےٰؐ کی رفاقت خُدا کرے

پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خُدا کرے

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ ہر ملک میں تمہاری حفاظت خُدا کرے

قرآن پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو مل جائے مومنوں کی فراست خُدا کرے

بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب بڑھتا رہے وہ نورِ نبوّت خُدا کرے

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خُدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ

ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خُدا کرے

(کلام محمودؓ)

وقفِ جدید کا سالِ نَو مبارک ہو

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے سالِ نَو ۱۳۵۷ہش (۱۹۷۸ء) کا اعلان فرما دیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ کوئی احمدی بچی یا بچہ ایسا نہ رہے جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔ پس اگر آپ نے ابھی تک اس تحریک میں شمولیت نہیں کی یا نئے سال کا وعدہ وقفِ جدید نہیں لکھوایا۔ تو آج ہی اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب وقفِ جدید یا ناظم صاحب اطفال کو اپنا وعدہ لکھوا کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (آمین!)

(سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ہلکی
پھلکی
کہانیاں

ایک رعایت

(غانا کی ایک لوک کہانی)

بہت دیر کی بات ہے کہ ایک شکاری شکار کے لئے نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا وفادار کتا بھی تھا۔ وہ دونوں ایک بہت بڑے جنگل میں پہنچ گئے۔ شکاری سارا دن جنگل میں پھرتا رہا لیکن کوئی جانور شکار نہ کر سکا۔ مایوس ہو کر اس نے رات جنگل میں ہی گزاری اور سوچا کہ اگلے دن پھر کوشش کروں گا۔

اگلے دن صبح سویرے ہی پھر شکار کی تلاش میں نکلا۔ بہت دیر بعد اسے ہرن مشغول نظر آیا تو اس نے تیر کمان کے ساتھ بڑی آسانی سے وہ ہرن مار لیا اور بہت خوش ہو کر سوچنے لگا کہ یہ پورے ہفتے کے لئے کافی ہے۔

واپسی پر اسے ایک غار نظر آیا۔ شکاری اس وقت جنگل سے نکل کر میدانی علاقہ میں آگیا تھا اور سورج بڑی شدت سے چمک رہا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ تھوڑی دیر غار میں آرام کر لے۔ چنانچہ وہ اور اس کا کتا غار میں داخل ہو گئے۔ شکاری بہت تھکا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بہت جلدی گہری نیند سو گیا۔

ابھی وہ اچھے اچھے خوابوں کے مزے اٹھا ہی رہا تھا کہ اچانک اسے ایک خوفناک گرج سنائی دی اور وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت بڑا شیر اس کے سامنے کھڑا ہے۔ شکاری اب تو بہت ہی ڈر گیا۔ شیر بولا ——— "تم کون ہو اور تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم بغیر اجازت میرے غار میں داخل ہوئے ہو۔"

شکاری کہنے لگا۔ "حضور! میری غلطی معاف کردیں! مجھے بی علم تھا کہ یہ بادشاہ سلامت کا گھر ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو کبھی اس غار میں نہ آتا۔"

شیر نے کہا۔ "بہر حال جیسے بھی ہو میں تو کل سے بھوکا ہوں اور اب تمہیں کھاؤں گا۔"

شکاری نے منت کی۔ "بادشاہ سلامت مجھے معاف کر دیں اور چھوڑ دیں ورنہ میرے بیوی بچے بھوکے مر جائیں گے۔"

شیر نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہیں کھانے کا فیصلہ کر چکا ہوں اب تم تیار ہو جاؤ!"

شکاری نے کانپتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں۔ میرے پاس دو ہرن ہیں آپ انہیں کھائیں۔ اتنی دیر میں آپ کے لئے اور شکار کر کے لاتا ہوں۔"

شیر ہنسا اور بولا۔ "کیا تو نے سنا نہیں کہ شیر اپنا کیا ہوا شکار کھاتا ہے؟"

شکاری نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر شیر راضی نہ ہوا اور جب وہ زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو شیر نے کچھ سوچ کر کہا کہ "چلو میں تمہیں ایک بہت بڑی رعایت دیتا ہوں۔ اگرچہ میں عام طور پر کوئی رعایت نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ تم غلطی سے آئے ہو اس لئے تمہیں یہ رعایت دیتا ہوں کہ تم اپنے کتے سے کہو کہ وہ یہ ہرن کھائے۔ اس کے بعد تم کتے کو کھاؤ اور پھر میں تمہیں کھا لوں گا۔ یہ رعایت صرف تمہارے لئے ہے۔"

شکاری نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "یہ عجیب رعایت ہے۔ انسان تو کتے کو نہیں کھایا کرتے"

شیر گرج کر بولا۔ "بس اب زیادہ باتیں نہ بناؤ اور میں جو حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو!"

شکاری خاموش ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "آئیں ہم کسی سے اس جھگڑے کا فیصلہ کراتے ہیں جو وہ فیصلہ کرے گا اس کے مطابق عمل کریں گے۔"

شیر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "جیسے تمہاری مرضی۔ میں جنگل کا بادشاہ ہوں۔ میرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔"

شیر، شکاری اور کتا کسی منصف کی تلاش میں غار سے نکلے۔ ایک جگہ انہیں ایک خرگوش مل گیا۔ شکاری نے اس سے درخواست

کی کہ ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کرے۔ خرگوش نے یہ بات مان لی تو شکاری نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ میں اپنے گھر سے شکار کے لئے نکلا۔ بڑی مشقت کے بعد میں نے دو ہرن شکار کئے۔ واپسی پر مجھے ایک غار نظر آیا میں بہت تھکا ہوا تھا اس لئے آرام کی خاطر غار میں چلا گیا۔ مجھے کیا علم تھا کہ یہ بادشاہ سلامت کا غار ہے۔ شیر غار میں آیا تو مجھے کہنے لگا کہ میں تمہیں کھاؤں گا۔"

پھر شیر کہنے لگا۔ "ہاں یہ میرا فیصلہ ہے اور میں نے اسے یہ رعایت بھی دی ہے کہ اس کا کتا ہرن کا گوشت کھائے۔ پھر یہ اپنے کتے کو کھائے اور آخر میں اسے میں کھاؤں گا۔"

خرگوش ہنسا اور کہنے لگا۔ "بادشاہ سلامت! آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن میرا فیصلہ یہ ہے کہ کتا ہرن کا گوشت کھائے پھر شکاری اس کتے کو کھائے اور بادشاہ سلامت شکاری کو کھائیں اور آخر میں میں آپ کو کھا جاؤں!"

شیر کو بڑا غصہ آیا اور وہ خرگوش پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

خرگوش بھی چوکنا ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "بادشاہ سلامت! میں نے قاضی کی حیثیت سے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے اب آپ کو چاہیئے کہ اس پر عمل کریں۔"

اب تو شیر کا غصہ انتہا کو پہنچ گیا۔ اس نے خرگوش پر پوری طاقت سے حملہ کر دیا۔ مگر اتنی دیر میں خرگوش دوڑ نکلا۔ شیر اس کے پیچھے بھاگا۔ اب صورت یہ تھی کہ خرگوش آگے آگے تھا اور شیر پیچھے پیچھے اور دونوں اپنی پوری طاقت سے بھاگے چلے جا رہے تھے۔

بہت دور جا کر خرگوش کو ایک چھوٹا سا بِل نظر آیا اور وہ اس میں گھس گیا۔

شیر غصے سے دھاڑنے لگا۔ اس نے بِل میں پنجہ ڈالا مگر وہ خرگوش کو نہ پکڑ سکا۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد شیر واپس لوٹا۔ تاکہ شکاری کو کھا جائے۔ مگر شکاری تو کب کا اپنے کتے کے ساتھ نو دو گیارہ ہو چکا تھا۔

(حافظ احمد جبریل سعید (غانا)
(متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

حقیقت چھپ نہیں سکتی......

پرانے زمانے کی بات ہے۔ ایک درویش عرب میں رہا کرتا تھا۔ وہ لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھا اور حیلے بہانے بنا کر لوگوں سے کھانا حاصل کر لیا کرتا تھا۔ ایک دن اسے خیال آیا کہ کیوں نہ وہ ایک مدرسہ کھول لے اور اس میں بچوں کو پڑھائے۔ اس کی خاطر اس نے بہت سی تختیاں اور چھپے ہوئے کاغذ خریدے اور انہیں گھر سے باہر لٹکا دیا اور خود ایک بڑی سی پگڑی باندھ کر دروازے کے سامنے بیٹھ گیا۔ جب لوگ اس کے قریب سے گزرتے تو وہ اس کی پگڑی اور تختیوں کو دیکھ کر خیال کرتے کہ یہ شیخ بہت بڑا عالم ہے چنانچہ لوگ اپنے بچوں کو اس کے مدرسہ میں داخل کروانے لگے۔

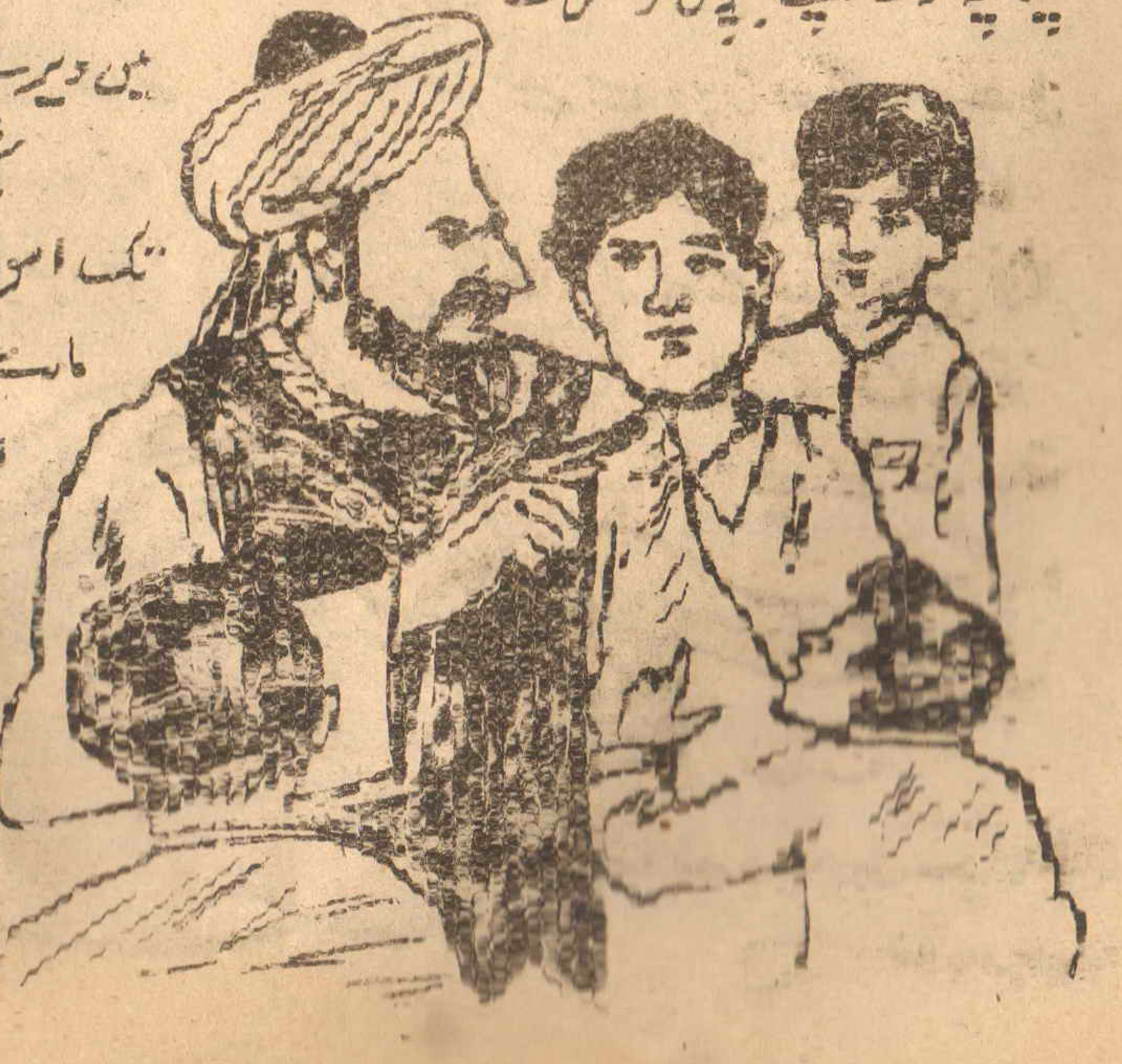

درویش صفت آدمی صرف دو الفاظ ہمیشہ استعمال کیا کرتا تھا۔ کسی کو کہتا کہ "تو لکھ" اور کسی کو کہتا۔ "تو پڑھ" اور اس طرح بچے ایک دوسرے کو پڑھایا لکھایا کرتے اور وہ خود ایک کرسی پر بیٹھا رہتا۔

ایک روز وہ معمول کے مطابق اپنی کرسی پر بیٹھا تھا کہ اسے دور سے ایک عورت اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ جس کے ہاتھ میں خط تھا۔ شامتِ اعمال نے اس کے کان کھڑے کر دیئے۔ بھاگنے کا ارادہ ہی تھا کہ عورت آپہنچی اور کہنے لگی۔

"اے شیخ کہاں کا ارادہ ہے؟"

شیخ بولا۔ نماز ظہر کے لئے جا رہا ہوں"

عورت نے کہا۔ ابھی تو ظہر کا وقت ہونے میں دیر ہے۔ پہلے یہ خط پڑھ دے۔"

شیخ نے خط لیا اور نیچے سے اوپر تک اس پر نظر دوڑانے لگا۔ اس کی پگڑی مارے گھبراہٹ کے حرکت کرنے لگی۔ اور اس کا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ اور چہرہ پر غم کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

اس عورت کا خاوند شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ اور یہ خط اسی کا تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ ممکن ہے

میرا خاوند مر گیا ہو۔ اور یہ بُری خبر سنانے سے گھبرا رہا ہو۔ چنانچہ اس نے پوچھا۔

"کیا میرا خاوند مر گیا ہے؟"

درویش نے سر ہلایا مگر خاموش رہا۔

عورت نے پھر پوچھا۔

"کیا میں اپنے کپڑے پھاڑ لوں؟"

درویش نے کہا۔ "پھاڑ لے!"

پھر عورت نے کہا۔

"کیا میں اپنے چہرے کو نوچوں؟"

درویش نے کہا "نوچ لے۔"

اب تو عورت نے خط لیا اور روتی پیٹتی گھر آ گئی۔ ماں کو روتا دیکھ کر بچے بھی رونے لگے اور کہرام مچ گیا۔ اتنے میں پڑوس کے لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کا سبب پوچھا۔ عورت نے تمام واقعہ بیان کیا۔

ایک آدمی نے کہا کہ "یہ خبر بالکل جھوٹی ہے مجھے کل ہی تمہارے خاوند کا خط ملا ہے وہ بالکل تندرست ہے اور دس روز تک آنے والا ہے۔"

تب اس عورت نے وہ خط تھما دیا۔

اس نے پڑھا تو خط میں لکھا تھا۔ کہ "میں بالکل خیریت سے ہوں اور دس دن تک گھر آنے والا ہوں۔ میں تمہارے لئے ایک بکس اور ایک سفید چادر بھیج رہا ہوں۔"

عورت نے خط لیا اور آنسو پونچھتی ہوئی [illegible] درویش کے پاس آئی۔ اور اصل حقیقت سے آگاہ کیا اور پوچھا تیرے اس بُرے سلوک کی کیا سزا ہے؟

بوڑھے نے کہا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اس وقت غصّہ کی حالت میں تھا۔ پھر خط کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ ہاں تم درست کہتی ہو۔ پھر ایک لفظ پر انگلی رکھ کر کہنے لگا کہ یہ جو سفید چادر ہے میں نے اس کو بکس میں بند دیکھا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے اور یہ اس کا کفن ہے۔"

عورت اس کی چال اور مکاری سے واقف تھی۔ کہنے لگی۔ "اے شیخ! تو بے مقصد ہے"

اور خط لے کر گھر کی راہ لی۔ (عربی سے ترجمہ)

(عبد الماجد طاہر جامعہ احمدیہ ربوہ)

◆

بہادر شہزادہ

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کا ایک لڑکا تھا جو حقیر اور پست قد تھا اور اس کے دوسرے بھائی بلند قامت اور خوبصورت تھے۔ ایک دفعہ اس کے باپ نے اسے کراہت اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ بیٹے نے فراست سے اس امر کو بھانپ لیا۔

وہ کہا: —

"اے باپ! کوتاہ قد عقلمند اچھا ہے یا بیوقوف طویل القامت! ہر چیز [illegible]

قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔

"الشاۃ نظیفۃ والفیل
جیفۃ"

بکری صاف ستھری ہوتی ہے اور ہاتھی مردار ہے۔ طور دنیا کے متعدد پہاڑوں سے چھوٹا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت میں سب سے بڑا ہے کیا تو نے سنا ہے کہ ایک کمزور دانا نے ایک موٹے بے وقوف سے کہا تھا:۔

"تازہ دم گھوڑا اگر ضعیف ہو تو
وہ اس حالت میں بھی گدھوں کے
طویلے سے بہتر ہوتا ہے۔"

باپ ہنس پڑا اور درباری بھی خوش ہوئے لیکن اس کے بھائی اس پر سخت ناراض ہوئے۔

جب تک کوئی شخص بات نہ کرے اس وقت تک اس کے ہنر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ہر جنگل کے متعلق یہ گمان نہ کر کہ وہ خالی ہے۔ شاید اس میں کوئی شیر سویا ہوا ہو۔

کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں بادشاہ کے خلاف ایک قوی دشمن ظاہر ہوا۔ جب دونوں لشکروں کا سامنا

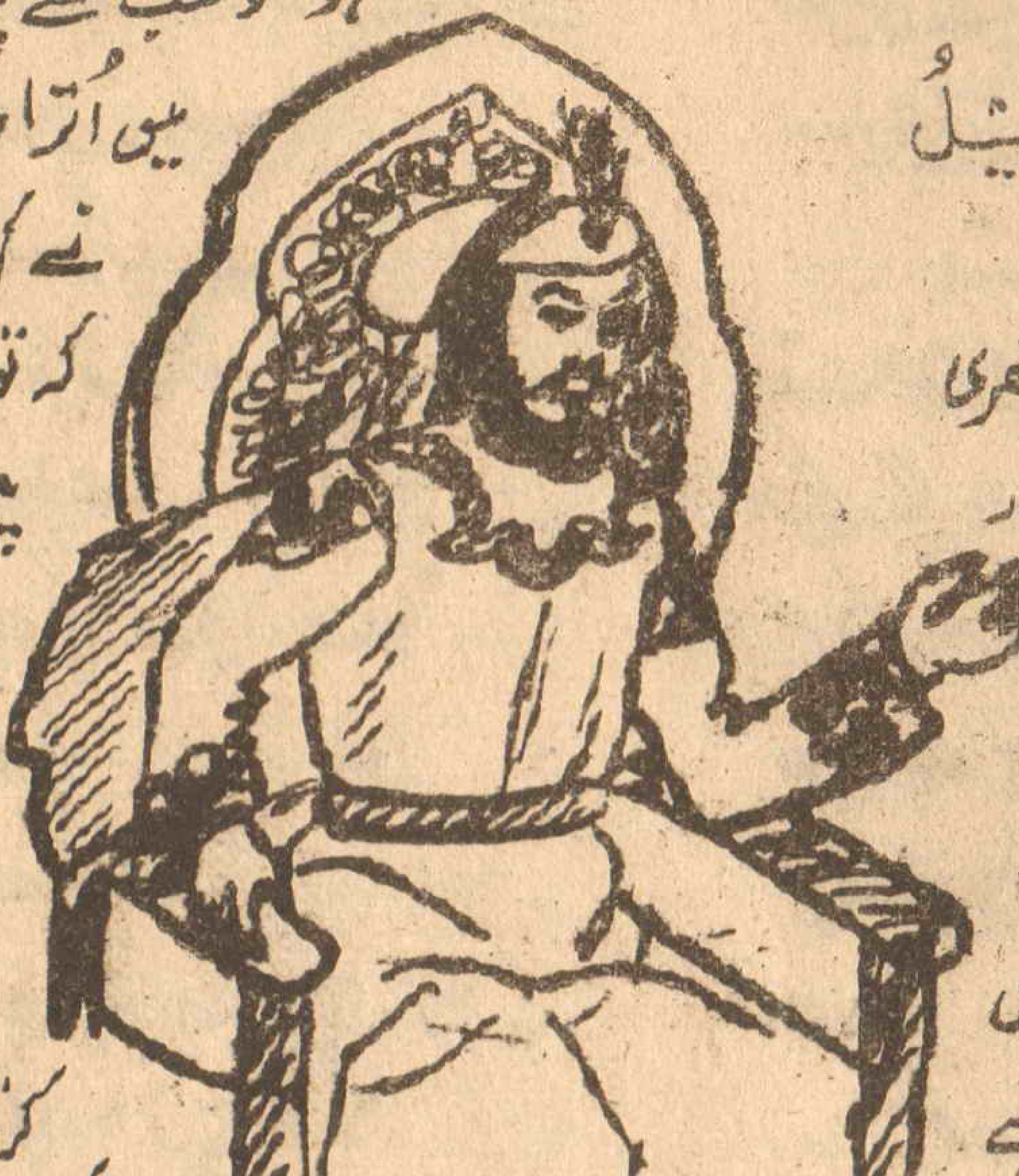

ہوا تو سب سے پہلا آدمی جو میدان میں اُترا وہ یہی بیٹا تھا۔ اس نے کہا۔ "میں وہ نہیں کہ تو جنگ کے روز میری پیٹھ دیکھے بلکہ میں وہ ہوں جس کا سر تو خاک و خون کے درمیان دیکھے گا جو شخص جنگ کرتا ہے وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے۔ جو شخص لڑائی کے میدان سے بھاگتا ہے وہ لشکر کے خون سے کھیلتا ہے۔ یہ کہا اور دشمن کی فوج پر حملہ کر دیا اور چند اہم آدمیوں کو مار گرایا۔

جب وہ اپنے باپ کے سامنے آیا تو زمین کو بوسہ دیا اور کہا:۔

"اے وہ شخص جس نے مجھے حقیر سمجھا تھا آپ نے ہنر مندی کی خوبی کو نہ سمجھا۔ لڑائی کے دن دبلا پتلا گھوڑا کام آتا ہے نہ کہ موٹی تازی گائے۔"

کہتے ہیں کہ دشمن کی فوج زیادہ تھی اور یہ تھوڑے تھے۔ ایک گروہ ان میں سے بھاگ گیا بیٹے نے نعرہ لگایا اور کہا۔ "اے جوانو! کوشش کرو یا عورتوں کے کپڑے پہن لو!"

اس کے کہنے سے سواروں میں جرأت

پیدا ہوئی اور انہوں نے یک لخت حملہ کر دیا۔ اُس دن وہ دشمن پر فتح یاب ہوئے۔

بادشاہ نے اس کے سر و پیشانی کو بوسہ دیا اور اس سے بغلگیر ہوا۔ روز بروز اس کی نظرِ شفقت اس پر زیادہ ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ اس کے بھائیوں نے اس پر حسد کیا اور انہوں نے اس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس کی بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور کھڑکی کھولی۔

شہزادہ معاملے کو بھانپ گیا اور کھانے سے ہاتھ روک لیا اور بولا:۔

"یہ بات ناممکن ہے کہ ہنر مند مر جائیں اور بے عقل ان کی جگہ لے لیں اگرچہ ہما دنیا میں معدوم بھی ہو جائے تو بھی اُلّو کے سائے تلے آنا کوئی شخص بھی پسند نہیں کرتا۔"

باپ کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اس کے بھائیوں کو بلایا اور ان کی گوشمالی کی۔ پھر ہر ایک کے لئے ملک کے مختلف حصے متعین کر دیئے تا فتنہ دب جائے اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ کیونکہ ایک گدڑی میں دو درویش تو سما سکتے ہیں لیکن ایک ملک میں دو بادشاہوں کے لئے گنجائش نہیں۔

(فارسی سے ترجمہ)

(ملک محبوب احمد صاحب معلم احمدیہ مرکزیہ)

ہادی اور خارجی

ایک دن عباسی خلیفہ ہادی گدھے پر سوار باغ میں محوِ سیر تھا۔ اس کے پاس کوئی تلوار وغیرہ نہ تھی۔ اس کے ساتھ اس کے مقربین اور چند افراد خانہ بھی تھے۔ اسی اثنا میں اس کے ایک خادم نے آ کر اطلاع دی کہ باغ کے دروازہ پر ایک خارجی آیا ہوا ہے جو کہ مسلح ہے اور دربانوں نے اسے پکڑا ہوا ہے۔

اس پر ہادی نے حکم دیا کہ "اُسے اندر لایا جائے"۔

چنانچہ دو افراد اسے گرفتار کر کے اندر لے آئے۔ جب خارجی کی نظر ہادی پر پڑی۔ تو اس نے زور سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور ان میں سے ایک سے تلوار چھین کر ہادی پر حملہ آور ہوا۔

یہ دیکھ کر تمام درباری تتر بتر ہو گئے۔ اور ہادی تنہا رہ گیا۔ وہ گدھے پر ہی سوار رہا

جب خارجی اس کے پاس پہنچا اور اس نے وار کرنے کے لئے تلوار لہرائی۔ تو ہادی نے خارجی کی پچھلی جانب سر سے اشارہ کیا اور کہا کہ "تمہارے پیچھے میرا غلام آن پہنچا ہے" اور ساتھ ہی زور سے چلایا:۔

"اے غلام! اس کی گردن اُڑا دو"

اس پر خارجی کو وہم گزرا کہ کوئی غلام اس کے پیچھے ہے۔ وہ فوراً پیچھے کو مڑا۔ ہادی چیتے کی سی پھرتی سے گدھے سے اترا اور خارجی کی گردن پر جھپٹا اور تلوار اُس کے

ہاتھ سے چھین کر اُسے قتل کر دیا۔

بعد ازاں ہادی فوراً ہی دوبارہ اپنے گدھے پر جا سوار ہوا۔ خدام اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ اور چھپ رہے تھے اور شرم سے پانی پانی ہوئے جا رہے تھے۔ مگر ہادی نے

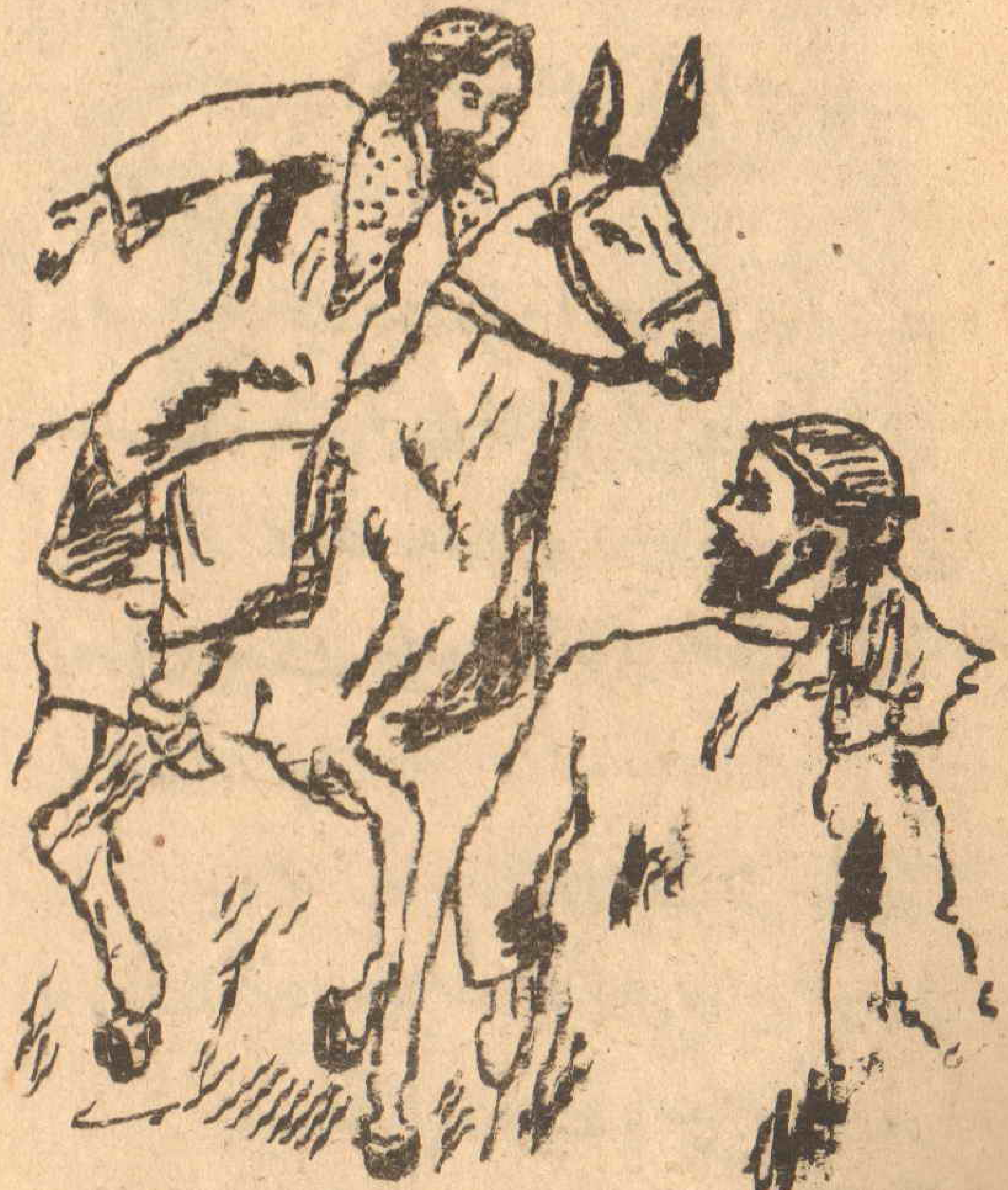

انہیں کوئی سزا نہ دی اور ان کے بارہ میں ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔

تاہم اس واقعہ کے بعد وہ مرتے دم تک مسلح رہا۔

(عربی سے ترجمہ)

(عبدالمومن طاہر بھٹی۔ جامعہ احمدیہ)

اطفال توجہ فرمائیں!

- کیا آپ سالانہ مرکزی امتحانات (ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال، بدر اطفال) کی تیاری کر رہے ہیں؟
- کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے سالانہ مرکزی امتحانات ۲۵ مئی کو منعقد ہو رہے ہیں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

روزنامہ "الفضل" ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات • حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات • علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور • ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

(مینیجر الفضل ربوہ)

شگفتہ شگفتہ

حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون نہیں جانتا۔ آپ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے نہایت ہی بزرگ اصحاب میں سے تھے۔ آپؓ ۲۴ نومبر ۱۸۷۵ء میں پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں ادرحمہ میں پیدا ہوئے جو تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں واقع ہے۔ ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کر کے آپ علیہ السلام کے عشاق میں شامل ہو گئے۔ آپؓ نہایت ہی نیک، عابد و زاہد و فرشتہ خصلت انسان تھے۔ ذیل میں آپؓ کی سیرت کے واقعات میں سے چند ایک پیش کئے جاتے ہیں جو آپؓ کے بچوں سے حسن سلوک، ہمدردی اور پیار پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کو بچوں کی نیک اور اچھی تربیت کا کس قدر خیال تھا اور کتنے پیار سے انداز سے ان کی تربیت فرماتے تھے۔

یہ واقعات سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ، اپنے خاندان کے تمام افراد میں نہایت محبوب شخصیت کے مالک تھے۔ ہر فرد آپؓ کی تہ دل سے قدر کرتا تھا۔ اور آپ کو اپنا حقیقی ہمدرد اور غمگسار خیال کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپؓ کے نواسے اور نواسیاں بھی آپؓ کو "ابا" کے پیارے نام سے پکارتے اور آپؓ کے چشم و ابرو کا اشارہ پاتے ہی ہر بچے کی یہ اولین خواہش ہوتی تھی کہ وہ اپنے اباجی کے حکم کی تعمیل کی سعادت حاصل کرے۔

آپ کا دل کیا تھا۔ محبت کا ایک بحر ناپیدا کنار۔ کمال یہ کہ ہر بچہ اپنے دل میں یہ خیال کرتا کہ جتنی محبت میرے ابا کو مجھ سے ہے کسی اور سے نہیں۔

آپ انتہائی درجہ شفیق و مہربان ہونے کے باوجود بچوں کی تربیت میں کڑی نگرانی رکھتے۔ اور ہر قدم پر ان کی رہنمائی فرماتے۔ گھر

تھی اگر کسی بچے کو ننگے پاؤں بھاگتے دیکھتے تو غصہ کے اظہار کے لئے اپنی چھڑی لے کر دو چار قدم جلدی جلدی اٹھاتے ہوئے فرماتے کہ تمہارے پاؤں پر ماروں گا۔ سوٹی اتنی تیزی سے اٹھاتے کہ بچے اس کو دیکھ کر سہم جاتے۔ لیکن جب وہ صرف ان کے پاؤں کو چھو کر رہ جاتی۔ تو وہ سب اپنی شرمندگی کو چھپاتے اور مسکراہٹ کو دباتے ہوئے وہاں سے بھاگ جاتے۔

آپؓ بچوں کی تعلیم کا بے حد خیال رکھتے جب بچے اسکول سے پڑھ کر آتے تو گھر کے بڑے افراد کو ان کی پڑھائی میں مدد کرنے کی تاکید کے علاوہ آپ خود بھی ان کو پڑھاتے کھانا کھاتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے سیر کو جاتے ہوئے غرضیکہ تھوڑی سے تھوڑی فراغت کے موقع پر بھی آپ کچھ نہ کچھ ان کو بتاتے رہتے۔

آپ کو اس امر کا بے حد احساس اور فکر تھا کہ کسی طرح بچوں میں پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔ چنانچہ آپ مختلف طریقوں سے بچوں کے دلوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے اور پڑھائی کا شوق پیدا کرنے کی سعی فرماتے چنانچہ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ بی۔ اے بی ٹی جو حضرت مولوی صاحبؓ کی نواسی ہیں۔ اسی مضمون میں ایک واقعہ بیان کرتی ہیں کہ :۔

"ایک دفعہ جمعہ کے روز اباجی نے مجھے میری بہن اور ماموں جان عبداللطیف صاحب ہم تینوں کو فرمایا۔ جو مجھے جمعہ کی نماز میں جانے سے قبل قرآن مجید کی یہ تین آیات بغیر کسی غلطی کے سنا دے گا اس کو یہ کتاب انعام ملے گی۔ اور وہ کتاب خوبصورت نیلی جلد کی درّثمین تھی۔ چونکہ بچپن سے ہی میرے دل میں مسابقت کا جذبہ بدرجۂ اتم تھا۔ اس لئے میں قرآنِ مجید لے کر چھت پر چڑھ گئی اور بجائے چند آیات یاد کرنے کے پورا رکوع ہی یاد کر ڈالا۔ اور آپؓ کو سنا کر علاوہ پیار اور دعاؤں کے درّثمین کو بھی انعام میں پایا۔"

آپؓ بچوں کی ہر قسم کی ضروریات کا خاص اہتمام کرتے اور بچے بھی آپ کی محبت و شفقت کے مدنظر اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات اور ضروریات یا کسی چیز کے لینے کا ان کے دل میں شوق پیدا ہو جائے یا جو چیز ضائع ہو جائے اور اسے دوبارہ لینے کی ضرورت پیش آئے —— بلا تکلف آپ سے کہہ دیتے اور حضرت مولوی صاحبؓ نہایت خندہ پیشانی سے ان کے مطالبات کو پورا کرنا اپنا فرضِ اوّلین سمجھتے۔ جب بچوں کے امتحان کے دن قریب آتے تو وہ اپنی کتابیں حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس لے جاتے

کہ اس کتاب کو دعا کر کے کھول دیں۔ اس قلم پر دعا کر دیں۔ اس پرچہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ دیں۔ اور اسی قسم کی اور بیسیوں چھوٹی چھوٹی باتیں جن کی تکمیل میں انھیں اپنی کامیابی کی جھلک اور امید کی روشنی نظر آتی۔ حضرت مولوی صاحبؓ سے بے دھڑک کہہ دیتے۔ ان کے مطالبات کو پورا کرنے میں حضرت مولوی صاحبؓ کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ جیسے انہوں نے اپنے آپ کو صرف اسی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہو۔ بچوں کے ان عجیب و غریب مطالبات پر آپؓ نے نہ کبھی انہیں ڈانٹا نہ ٹال مٹول سے کام لیا اور نہ عدم توجہی سے دل شکنی کی۔ بچوں کو مایوس لوٹانا اور ان کے دلوں کو توڑنا تو آپ گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے۔

یہ آپؓ کی سیرت کا کتنا شاندار روشن ہے کہ آپؓ سلسلہ احمدیہ کی اہم ذمہ داریوں کے باوجود گھریلو زندگی کی ان دلچسپیوں میں حصہ لینا، بچوں کی دلداری کرنا اور ان کی معصومانہ باتوں سے لطف اندوز ہونا بھی ضروری خیال کرتے تھے۔

لیکن آپؓ کا اپنی اولاد سے یہ پیار ایسا نہ تھا جو ان کے اخلاق کو بگاڑ دے یا ان میں شوخی اور گستاخی کا مادہ پیدا کر دے بلکہ آپؓ کے تربیت کے انداز ایسے نرالے اور دلفریب تھے کہ بچے کی دلبستگی اور محبت آپ سے بڑھ جاتی۔ اور تمام عمر وہ سبق اسے نہ بھولتا۔ مثلاً اگر بچہ کوئی غلطی کرتا تو آپؓ کی مہربانی اور پیار میں ذرہ بھر فرق نہ پڑتا۔ نہ کبھی اس سے ناراض ہوتے۔ نہ اسے شرمندہ کرتے اور نہ وعظ کے رنگ میں کبھی نصیحت کرتے۔ البتہ مناسب مواقع کی تلاش میں رہتے اور اس وقت صرف ایک فقرہ ہی اس دلآویز رنگ میں کہتے جو زندگی کی کایا پلٹ کر دیتا اور بچے کو نہ صرف اپنی غلطی کا شدید ہو۔ یہ احساس ہوتا بلکہ آئندہ وہ اس قسم کی غلطیوں سے محترز رہنے کی پوری کوشش کرتا

چنانچہ یہاں آپؓ کے اس موثر طریق تربیت کی تائید میں محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ کے بیان کردہ دو دلچسپ واقعات ان ہی کی زبان میں درج کئے جاتے ہیں:—

> "ایک مرتبہ میری امی کسی وجہ سے مجھ پر ناراض ہو گئیں۔ جمعہ کا دن تھا۔ اور ابا جی گھر پر تھے چنانچہ امی نے میری نالائقی کا ذکر ابا جی سے کر دیا۔ یہ سن کر ابا جی کا چہرہ متفکر سا ہو گیا۔ اور دعائیں کرنے لگ گئے لیکن مجھ سے ایک لفظ تک نہ کہا۔ یہاں تک کہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد جانے کا وقت قریب آ گیا اور اس تمام عرصہ میں میرا دل

دھڑکتا رہا کہ شاید اب ابا جی ناراض ہوں گے۔ جب آپ کپڑے پہن کر جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ تو میرے ہاتھ میں کاغذ کا تہ کیا ہوا پرزہ دے کر خود فوراً باہر تشریف لے گئے۔ میں نے جب اس کو کھول کر دیکھا تو اس پر حرف حدیث کے یہ پاکیزہ الفاظ درج تھے۔ "الجنۃ تحت اقدام امہاتکم" میں وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی پتھر کی طرح جامد و ساکت۔"

دوسرا واقعہ :-

"بچپن میں میری طبیعت میں یہ چیز غلو کی حد تک پیدا ہو گئی تھی کہ میں کسی دوسرے کے جھوٹے برتن میں کھانا پینا بہت ہی ناپسند کرتی اور نہ یہ بات ہی گوارا تھی کہ کوئی دوسرے گھر کا فرد میرا برتن استعمال کرے۔ اسی طرح اپنے کسی بہن بھائی کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا پینا بھی میری طبیعت کے منافی تھا۔

ایک مرتبہ میں اسکول جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی اور امی نے میرے ناشتے کے لئے پلیٹ میں چاول نکالے ہی تھے کہ میرے چھوٹے بھائی نے بغیر انتظار کئے فوراً میری پلیٹ میں سے ایک نوالہ لے لیا۔ اس پر مجھے اس قدر غصہ آیا کہ میں بغیر کچھ کھائے پیئے اسکول چلی گئی۔ امی نے میرے اس طرح بھوکے چلے جانے کا ذکر ابا جی سے کر دیا۔ دوسرے روز ابا جی جب نماز فجر کے بعد گھر آئے تو مجھے میرے ماموں عبداللطیف صاحب اور میری بہن حفیظہ بیگم کو بلایا اور اپنے اپنے حساب اور سلیبس لانے کو کہا۔ جب ہم ایک تخت پر اکٹھے بیٹھ گئے۔ تب آپ نے ایک چائے کی پیالی منگوائی اور سب سے پہلے فرمایا کہ اس میں سے دو چار گھونٹ پی لو۔ میں فوراً اصل معاملہ بھانپ گئی اور حسب ارشاد اس میں سے چائے پی لی۔ پھر میرے ہاتھ سے پیالی لے کر ماموں جان کو دی انھوں نے بھی ایک دو گھونٹ پیئے۔ پھر میری بہن نے ایک آدھ گھونٹ

پیا۔ آخر میں پیالی خود اپنے ہونٹوں سے لگالی اور بعد میں پھر فرمایا:۔ "ایک مومن کا چھوڑا ہوا دوسرے مومن کے لئے شفا ہے" پھر پیالی رکھ دی اور سوال حل کرانے میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے اس پیارے انداز تربیت نے مجھے ایسا سبق دیا کہ میں دل ہی دل میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگی اور یک دم جیسے میری نفرت محبت میں بدل کر رہ گئی۔

بچوں کو سوال کرنے اور مانگنے کی عادت سے محفوظ رکھنے کے لئے حضرت مولوی صاحبؓ کا یہ شاندار طریق تھا کہ بچوں کی ہر ضرورت کو ان کے مطالبہ سے قبل ہی مہیا کر دیتے اور گھر میں اس اصول کی پوری پابندی کی جاتی کہ بچے ہر چیز صرف اپنی ماں کے ہاتھ سے لیں۔ اس لئے حضرت مولوی صاحبؓ جب کوئی چیز باہر سے لاتے تو ان کی والدہ کو دیتے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچوں میں تقسیم کرتیں۔

بعض اوقات بچہ جب سو رہا ہوتا تو اس کی چارپائی پر رکھ دیتے۔ جب وہ بیدار ہوتا تو اپنے مطلب کی چیز پا کر بے حد خوش ہوتا۔ اس کے پوچھنے پر کہ "یہ کہاں سے آئی ہے؟" اسے بتایا جاتا کہ اللہ میاں نے دی ہے تا اس چھوٹی عمر سے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و ربوبیت کے جذبات پیدا ہوں۔

آپؓ اپنے بچوں کی نمازوں کا بھی خاص خیال رکھتے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آتے۔ تو دریافت فرماتے کہ کس کس نے نماز پڑھ لی ہے؟ اگر بچوں میں سے کوئی نماز ادا کئے بغیر سو جاتا تو اس کو اٹھاتے اور بعض اوقات تو سونے والے کی چارپائی بھی آہستہ سے اٹھا دیتے تا اس کو نماز کی اہمیت کا احساس ہو۔

○

ہر قسم کا سامان سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور
کو یاد رکھیں
فون نمبر
۶۲۵۰۰

دینِ خدا

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے　اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا　اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں　ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر　پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے
دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں　آخر ہوا یہ ثابت، دار الشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے　ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت　پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا　عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت! ظلِّ ہما یہی ہے

(دُرِّ ثمین)

اَلَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

آیئے بزرگوں سے ملیں!

حضرت مولوی محمد حسین صاحب

نصیر احمد قمر

حضرت مولوی محمد حسین صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ ذیل میں آپ کے مبارک الفاظ میں ہی آپ کے بیان کردہ حالات و واقعات درج کئے جاتے ہیں —— آپ نے فرمایا:—

"میرا نام محمد حسین ہے۔ میرے والد صاحب کا نام میاں محمد بخش صاحب ٹھیکیدار (ڈنگری) تھا۔ میری پیدائش بٹالہ شہر میں جنوری ۱۸۹۳ء کی ہے۔ میرے والد صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تبلیغ سے اہل حدیث ہوئے تھے۔ (یاد رہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفوں میں سے تھے۔ ناقل) اور میرے تایا صاحب میاں محمد اکبر صاحب جو تین سو تیرہ (صحابہ) میں سے تھے وہ میرے والد صاحب سے بڑے تھے۔ وہ احمدی ہو گئے۔ مگر یہ (یعنی میاں محمد بخش صاحب ناقل) اس خیال سے احمدی نہ ہوئے کہ میرا عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بڑا مولوی نہیں ہے اور ایک مدت تک یہ رکاوٹ قائم رہی۔ مولوی صاحب کے پیچھے وہ نمازیں ادا کرتے تھے اور جمعہ اور ان کے وعظ و نصیحت میں شامل ہوتا۔ مگر نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور صوم و صلوٰۃ اور تہجد کے سختی سے پابند۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اقدام قتل کا مقدمہ مارٹن کلارک کی طرف سے اور عبدالحمید صاحب کو مخبر بنا کر قائم کیا گیا۔ اس کی پہلی تاریخ ہمارے بٹالہ میں تھی۔ میرے والد صاحب تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے مولوی محمد حسین کے پیچھے ان کی اقتدا میں ادا کرنے

کے لئے گئے تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نہیں آئے اور ان کے نائب امام (مولوی امام الدین) نے نماز پڑھا دی۔ اور نماز پڑھانے کے بعد میرے والد صاحب کو مخاطب کر کے پُر زور طریق پر کہا۔ کہ ٹھیکیدار صاحب! آج شیر کے منہ میں بکرا آیا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے جال سے بچ گیا تو زخمی ہونے سے نہیں بچ سکے گا۔ یعنی (اُس نے نعوذ باللہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بکرا قرار دیا اور مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت کو شیر کا ڈنگ دیا۔ (مارٹن کلارک کے اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف شہادت دینے والے تھے) میرے والد صاحب نے وعدہ کر لیا کہ آج ضرور کچہری میں مقدمہ سنیں گے۔ مسجد سے گھر گئے۔ ناشتہ کیا۔ چادر اپنے کندھے پر رکھی اور کچہری چلے گئے۔ مسٹر ڈگلس کے ہاں مقدمہ پیش تھا اور مولوی صاحب کرسی مانگ رہے تھے۔ مگر صاحب نے (یعنی جج نے) کرسی دینے سے انکار کر دیا اور مولوی صاحب کو بہت ہی شاق گزرا۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب ملزم ہونے کی حیثیت میں کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اسے برداشت نہیں کرتا تھا۔ کرسی کا دوبارہ سہ بارہ مطالبہ کیا۔ مگر آگے سے جھڑکی ملی۔ کہ رؤساء کی فہرست میں آپ کا یا آپ کے باپ کا نام نہیں ہے۔ اس لئے عدالت میں آپ کو کرسی نہیں مل سکتی۔ مولوی صاحب وہاں سے رنجیدہ ہو کر دوسری طرف برآمدہ میں ایک کرسی پڑی تھی اس پر جا کر بیٹھ گئے۔ مگر وہاں کا چپڑاسی جو مولوی صاحب کے ہی محلہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے جب دیکھا تو مولوی صاحب سے التجا کی کہ میری لنڈی آپ بند نہ کریں۔ صاحب بہادر کی نظر پڑ گئی تو وہ مجھے موقوف کر دیں گے۔ غرضیکہ اس نے بھی کرسی سے اٹھا دیا

ادھر میرے والد صاحب نے چونکہ پہلے دن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تھا اور اتنی گہری سوچ میں پڑے ہوئے تھے کہ مولوی صاحب نے آ کر ان کے کندھے سے چادر اتار لی اور گھاس پر بچھا کر بیٹھ گئے۔

والد صاحب کا نظریہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نظر پڑتے ہی بدل گیا اور عجیب عجیب باتیں سامنے آنے لگیں کہ اس وجود کو جو پورا اسلامی شعار کا پابند ہے مولوی محمد حسین صاحب عیسائیوں کی طرف سے کھڑے ہو کر اس کو قید کرانے کے لئے آئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے پلید مولوی ہیں۔ ادھر دیکھا کہ (وہ) میری چادر لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ بڑے جوش میں گئے اور اپنی چادر کا مطالبہ کیا۔ مولوی صاحب کو بڑا خیال تھا کہ یہ تو میرے معتقد ہیں۔

انھوں نے کہا۔ "ہیں ہیں! یہ کیا؟"

یعنی ان کے لئے یہ بڑے تعجب کی بات تھی کہ چادر میرے سے مانگ رہے ہو۔ انھوں نے

جواب دیا۔

"میں بھی میں نہیں جانتا۔ میری چادر چھوڑ دو!"

اور ایک طرف سے پکڑ کر اپنی چادر کھینچ لی اور اُسے جھاڑتے ہوئے ایک طرف چل دیئے!

والد صاحب دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت مان چکے تھے، مگر اس مقدمہ کا نتیجہ دیکھنا چاہتے تھے۔ جب آخری تاریخ گورداسپور میں ہوئی تو آپ بھی وہاں گئے۔ بہت پبلک اکٹھی ہوئی ہوئی تھی۔ کچھ غیر احمدی اس خیال سے کہ آج مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگے گی (کیونکہ حاکم نے حکم سنانا تھا) اور ہم دیکھ کر تالیاں بجائیں گے اور کچھ لوگ اس لئے آئے ہوئے تھے کہ دیکھیں جس شخص نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے وہ ہے کیسا؟ اور کچھ خال خال احمدی جو ارد گرد تھے وہ بھی اکٹھے ہوئے ہوئے تھے جب صاحب نے حکم سنایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بری کر دیا تو ساتھ ہی یہ کہا کہ:-

"مرزا صاحب! آپ ان سب جھوٹوں کے خلاف میرے پاس دعویٰ کریں (کیونکہ گواہ بھی جھوٹے تھے۔ مخبر بھی جھوٹا، مقدمہ بھی جھوٹا تھا) پھر دیکھیں میں انہیں کیسے سزا دیتا ہوں:"

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"حضور! میں کسی پر دنیا کی عدالت میں مقدمہ کرنا نہیں چاہتا، میرا سب مقدمہ خدا کی جناب میں ہے"

یہ سنتے ہی صاحب بھی حیران ہو گئے کہ وہ ان کو قتل کرانے کے لئے پھانسی دلوانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ ان کو سزا بھی نہیں دلوانا چاہتے اور پبلک پر یہ اثر پڑا کہ جب حضور علیہ السلام اٹھ کر باہر تشریف لائے تو سینکڑوں آدمیوں نے بیعت کی۔ گورداسپور کے، گورداس ننگل کے، کچھ بٹالے کے، کچھ غزلپور کے، کچھ دینہ نگر کے اور کچھ پٹھان کوٹ کے وغیرہ وغیرہ اور میرے والد صاحب نے بھی وہیں بیعت کر لی:

(جاری ہے)

* * *

ناظمین اطفال

اپنی مجالس کی نمایاں کارگزاری کی رپورٹیں

تشحیذ الاذہان

میں اشاعت کے لئے۔ مدیر تشحیذ الاذہان

کے نام ارسال کریں!

* * *

بزمِ تشحیذ

ایڈیٹر صاحب! ماہنامہ "تشحیذ الاذہان"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے کہ آنجناب پوری خیریت و عافیت کے ساتھ نئے پرچے کی تیاری میں مصروف ہوں گے۔

رسالہ "تشحیذ الاذہان" دراصل بچوں کے لئے شائع کیا جاتا ہے مگر اس کے اکثر مضامین نوجوانوں کے لئے بھی بہت مفید اور دلچسپ ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے گھر کے لوگ جس دلچسپی سے تشحیذ کا مطالعہ کرتے ہیں شاید ہی کسی اور رسالہ کا کرتے ہوں گویا تشحیذ ہم سب کی پسند ہے

بزمِ تشحیذ ——— شگفتہ شگفتہ ——— تبرکات ——— قال اللہ تعالیٰ ——— قال الرسولؐ۔ ——— اچھے سلسلے ہیں۔ یہ جاری رہنے چاہئیں

(محمد مشرف نوشاہی۔ کراچی)

میں کافی عرصہ سے اپنے پیارے تشحیذ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ یہ بہت ہی پسندیدہ رسالہ ہے اس میں ہر چیز ہی قابلِ تعریف ہے۔ ماہ دسمبر کا رسالہ پڑھا تمام ہی مضامین بہت مفید تھے۔ محترم مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا کا انٹرویو پسند آیا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ آمین

(ناصر احمد ظفر۔ ترگڑی۔ گوجرانوالہ)

○

بچے اپنے خطوط سیاہی سے خوشخط لکھا کریں اور کاغذ کے ایک طرف ہی لکھ کر بھیجیں۔ اپنا پتہ صاف لکھیں۔

ایڈیٹر

○

ننھے ادیب

حسنِ اخلاق

انسان کی سب سے بڑی قوت اخلاق ہے بداخلاق شخص اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ ایک انسان الگ رہ کر کوئی بھی مشکل کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اخلاق انسان کو تہذیب، شائستگی اور بلند ہمتی عطا کرتے ہیں۔ بااخلاق شخص جب دوسروں سے بات کرتا ہے تو تہذیب کے دائرے میں رہ کر کرتا ہے لیکن جب کوئی جاہل اور بداخلاق کسی سے گفتگو کرتا ہے تو اس کی گفتگو میں برائی کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ اخلاق انسان کو مسکرانا اور نرمی سے بات کرنا سکھاتے ہیں۔ اخلاق ہی سے دوسرے دوست بنتے ہیں۔ خوش اخلاقی کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے معاملات میں دلچسپی لیں اور محبت سے پیش آئیں یہی ہمدردی کی بنیاد ہے۔ اخلاق انسان کی زندگی سنوارتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ ایک دشمن موقع پاکر ہاتھ میں تلوار لے کر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کہ ذرا سی آہٹ سے آپ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آپ کا ایک دشمن ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بولا:۔

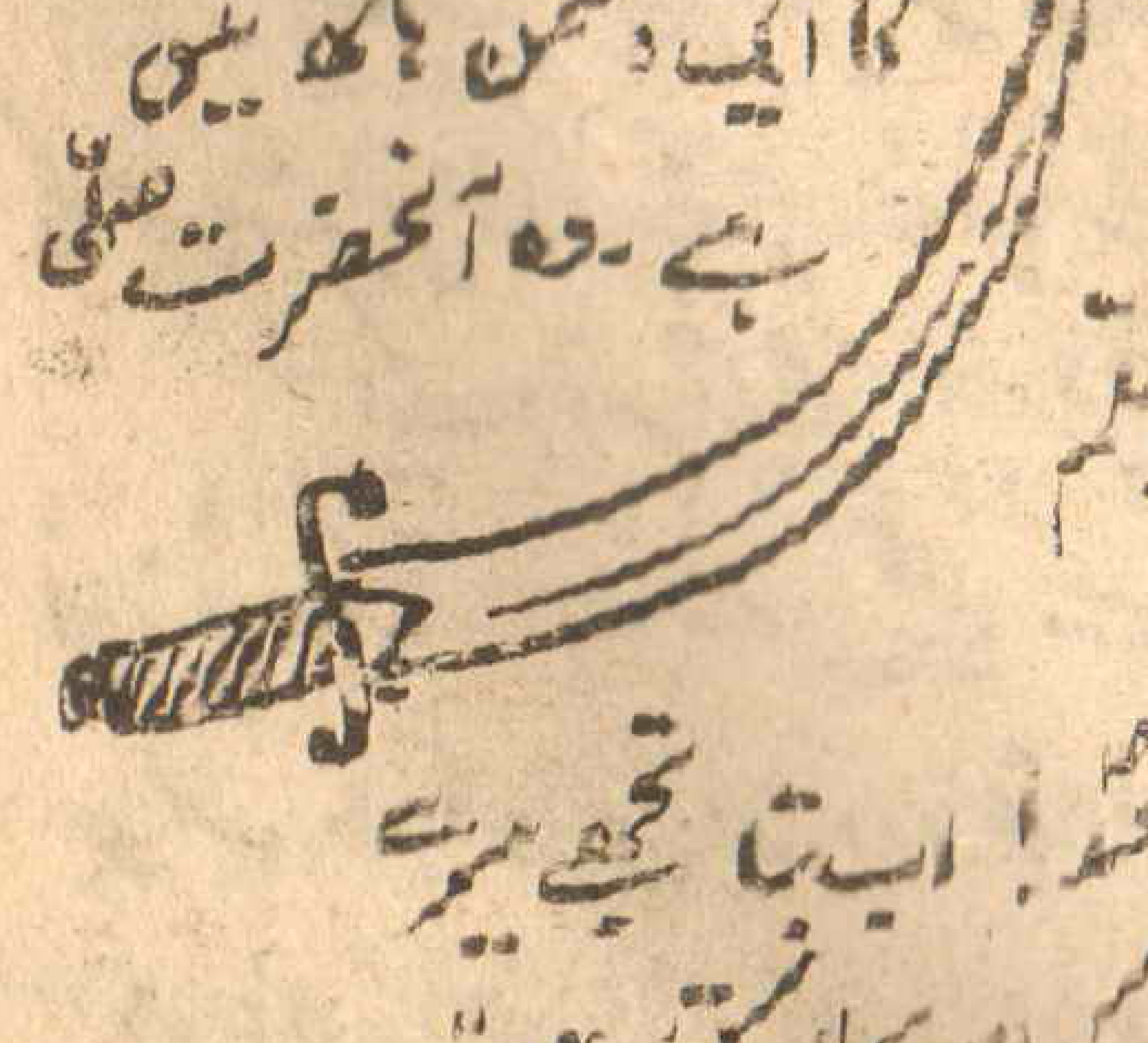

"اے محمد! اب بتا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟"

حضور نے فرمایا:

"میرا اللہ!"

یہ سن کر دشمن خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اور

تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ تب حضورؐ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا:۔

"اب تو بتا کہ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟"

دشمن بولا:۔

"مجھے آپؐ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ آپؐ اگر چاہیں تو ابھی میری جان لے سکتے ہیں۔"

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا:۔

"جاؤ! تم کو معاف کرتا ہوں!"

اس بات کا دشمن پر اتنا اثر ہوا کہ وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔

قرآنی تعلیم ہے کہ:۔

"قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا"

(البقرہ آیت ۸۴)

یعنی لوگوں سے ملاطفت سے کلام کرو اور اچھی بات کیا کرو۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ مسیح پاکؑ کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ آپؑ مسجد اقصیٰ سے ظہر کی نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ پیچھے سے میراں بخش جو منیو ملاحواس تھا آ رہا تھا اس نے آواز دی "او غلام احمد!" آپ اسی وقت ٹھہر سے گئے۔ اور فرمایا "جی"! اس نے کہا "او سلام تے آکھیا کر" آپؑ نے فرمایا "السلام علیکم" اس نے کہا "معاملہ ادا کر!" عجیب ہے وہ سال

نکال کر جس میں چونی یا اٹھنی بندھی تھی۔ آپؐ نے اسے دے دی۔ وہ خوشی سے گھوڑیاں گانے لگا۔"

ہمیں چاہیئے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق کو اپنائیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اچھا اخلاق ہی شرافت اور ایمان کی دلیل ہے۔

(عابدہ صدیقہ - دار الصدر شرقی ربوہ)

○

بہادر لڑکی

کچھ دنوں سے بادشاہ کے محل میں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا نظر آنے لگا تھا۔ جو زیادہ تر بادشاہ کے بیٹے عامر کے ساتھ رہتا تھا اس لڑکے کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ ہر وقت وقار کے ساتھ رہتا جب بھی اپنے کمرے سے نکلتا تو ٹوپی پہن کر اور خوب صورت لباس میں۔ اس لڑکے کا نام راحیل تھا۔ یہ لوگ بادشاہ کے لڑکے عامر کو نہیں پہچانتے تھے وہ ان دونوں کو اکٹھا دیکھتے تو وہ راحیل کو شہزادہ سمجھتے۔

ایک دن دربار میں ایک درباری نے بادشاہ سے عرض کی۔ "اے بادشاہ! راحیل کون ہے؟"

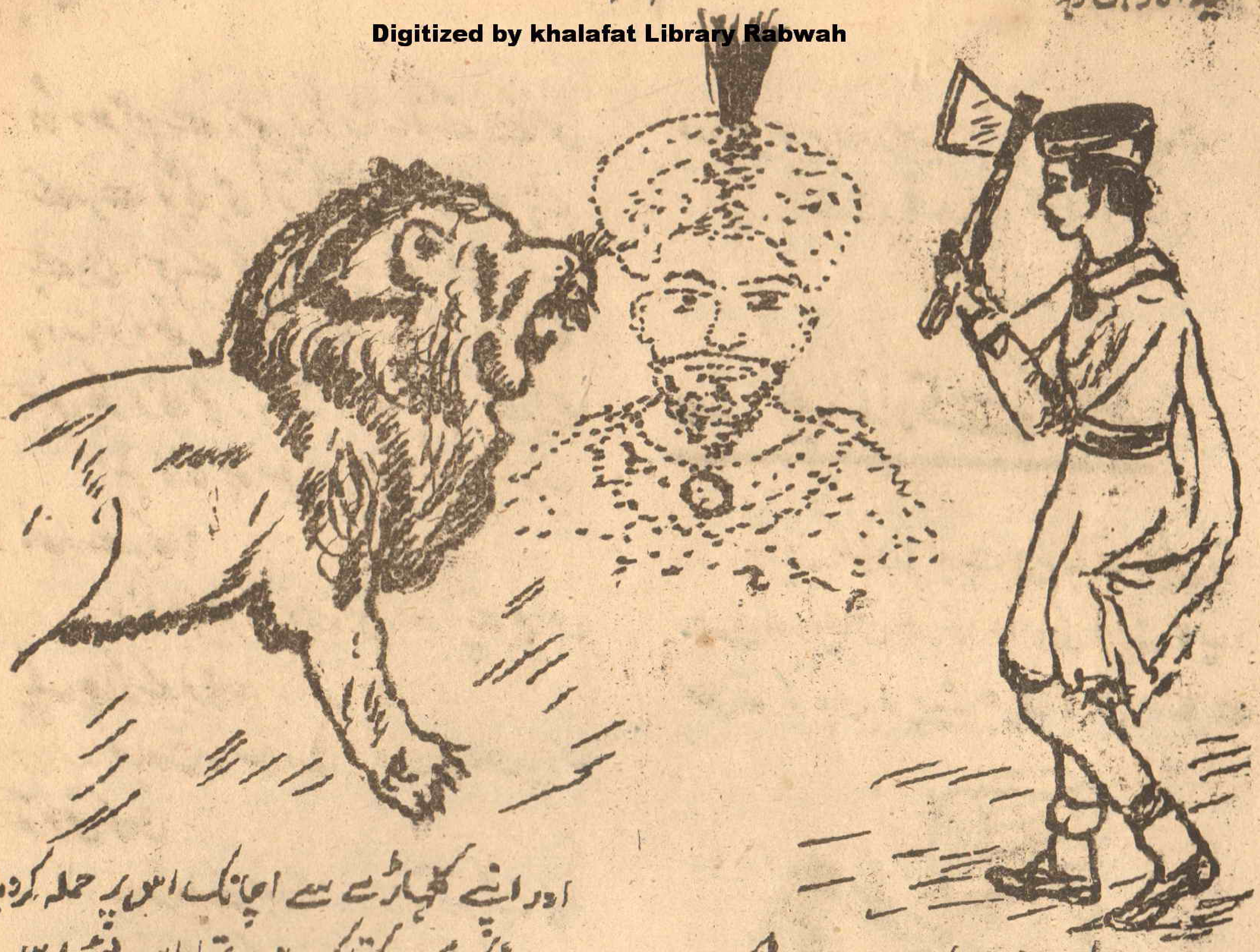

بادشاہ نے بتایا کہ یہ وہ بہادر لڑکا ہے جس نے مجھے ایک شیر کے حملہ سے بچایا۔

ایک دن میں اور عامر شکار کے لئے جنگل میں گئے۔ ہم نے عامر کو واپس بھیج دیا اور اکیلا شکار کھیلتا ہوا راستہ بھول گیا۔ میں سخت پریشان ہوا کبھی ادھر دیکھتا اور کبھی اُدھر۔ اچانک میں نے قریب ہی ایک دل ہلا دینے والی شیر کی گرج سنی۔ جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک شیر زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور قریب ہی راحیل کلہاڑا لئے کھڑا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ "یہ شیر آپ پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ میں نے دیکھ لیا اور اپنے کلہاڑے سے اچانک اس پر حملہ کر دیا یہ چونکہ آپ کی تاک میں تھا اس لئے اسے میری خبر نہ ہو سکی اور یہ چشم زدن میں میرا نشانہ بن گیا۔"

میں نے راحیل سے اپنے شہر کا راستہ پوچھا اس نے مجھے راستہ بتایا۔ چنانچہ اس بہادر لڑکے کو اپنے ساتھ ہی لے آیا۔ اب میں نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔

درباری راحیل کی بہادری کا واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح بہت دن گزر گئے۔ راحیل اور عامر اکٹھے رہتے اور دونوں کو آپس میں بہت محبت ہو گئی۔

ایک دن بادشاہ عامر اور راحیل کے ساتھ سیر کر رہا تھا کہ راحیل کو ٹھوکر لگی اور

وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ گرتے ہی اس کے سر سے ٹوپی بھی اتر گئی اور اس کے لمبے لمبے بال اس کے کاندھوں پر بکھر گئے۔ تب بادشاہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ وہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی تھی۔ بادشاہ نے غصہ سے پوچھا "تم لڑکی ہو لیکن لڑکے کا روپ کیوں دھارے رکھا؟"

لڑکی تھر تھر کانپنے لگی اور اپنے حواس یکجا کر کے بولی:

"بادشاہ سلامت! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں!"

بادشاہ نے اجازت دی تو وہ کہنے لگی۔

"میں آپ کے پڑوسی ملک کے ایک تاجر کی بیٹی ہوں۔ میں اپنے والد کے ساتھ آپ کے ملک کے جنگل سے گزر رہی تھی کہ ڈاکوؤں نے آ لیا اور میرے والد کو قتل کر دیا۔ میں کسی طرح جان بچا کر بھاگ نکلی اور اسی جنگل میں رہنے لگی۔ میں نے لڑکوں والا لباس تیار کیا اور اس کے بعد آج تک لڑکا ہی بنی رہی۔"

یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگی۔

بادشاہ آگے بڑھا اور اس نے راحیلہ کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔

پھر بادشاہ نے ایک روز ایک خصوصی دربار لگایا اور عامر اور راحیلہ کی شادی کر دی اور پھر عامر اور راحیلہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔

(خالد محمود۔ کنری پاک)

* * *

ایمانداری کا صلہ

ایک لکڑہارا بہت غریب تھا۔ لیکن بڑا رحمدل اور ایمان دار تھا۔ اس کی غربت کا یہ حال تھا کہ دن کو پیٹ بھر کھانا بھی مشکل سے نصیب ہوتا تھا۔ لکڑہارے کے دو بچے تھے۔ ایک عذرا اور دوسرا ندیم۔ ان دونوں کی ماں انہیں بچپن میں ہی چھوڑ کر مالکِ حقیقی سے جا ملی تھی۔ لکڑہارا سارا دن جنگل میں لکڑیاں کاٹتا اور شہر جا کر فروخت کر دیتا اور آتے وقت کچھ کھانے پینے کی چیزیں خرید لاتا۔ پھر تینوں مل کر کھاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے۔

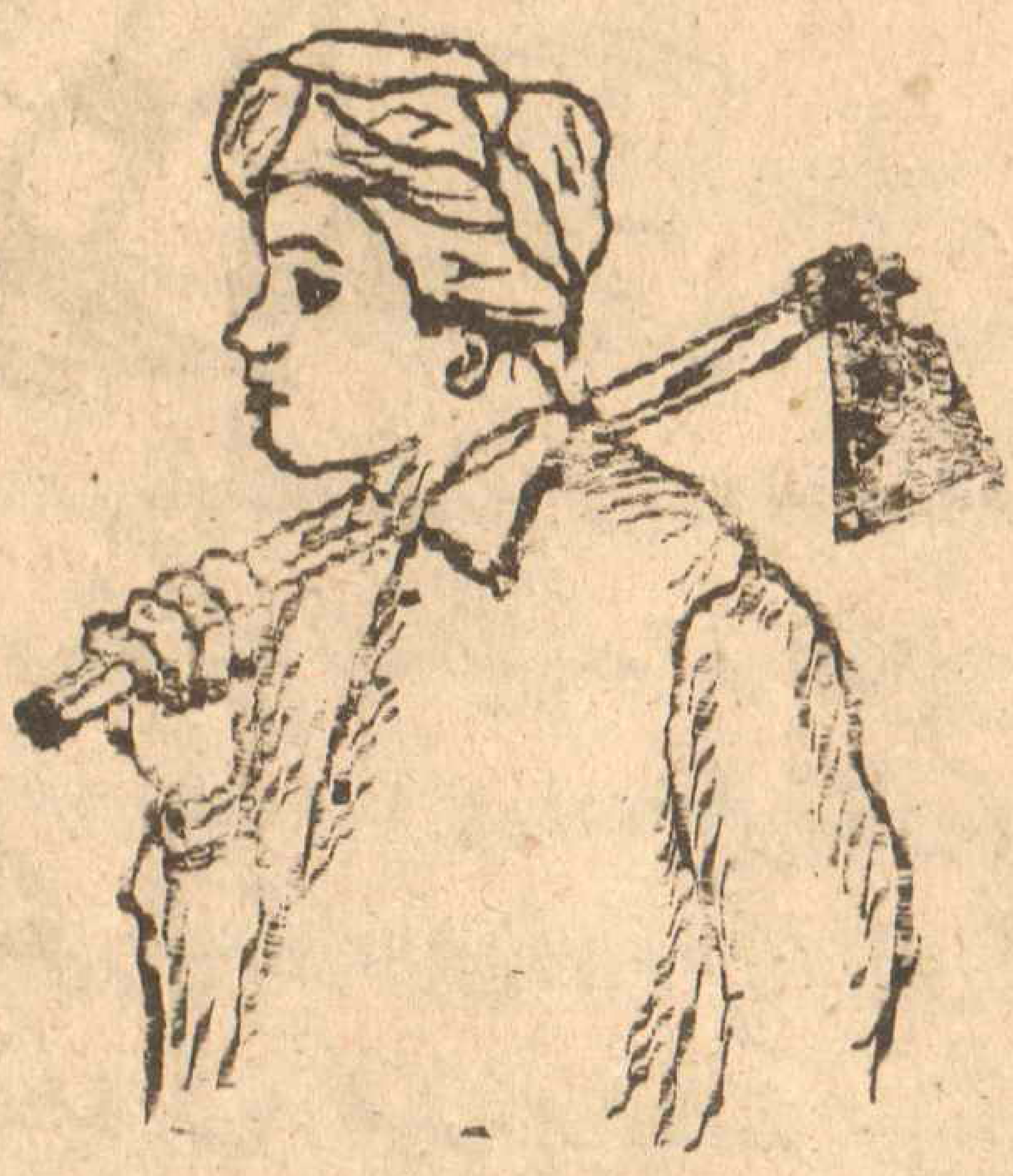

عذرا کی سہیلیاں جب اچھے اچھے کپڑے

پہنتیں اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتیں تو اس کا دل بھی چاہتا کہ وہ اچھے اچھے کپڑے پہنے لیکن پھر وہ سوچتی اور کہتی — کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کھانے کے لئے روٹی دے رہا ہے یہی بہت ہے اور پھر خدا کا شکر ادا کرتی اور کہتی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے فضل سے ہمیں عطا کیا ہے وہ بہت ہے۔ چنانچہ اسی طرح دن گزرتے جا رہے تھے۔

ایک رات عذرا نے خواب میں دیکھا کہ ان کے چولہے کے قریب سے پیلی پیلی دھات نکلی ہے۔ اس نے صبح اٹھ کر وہ جگہ کھودی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہ واقعی وہاں سے سونے اور چاندی سے بھرا ہوا ایک تھیلا نکلا۔ شام کو جب اس کے ابّو گھر آئے

تو عذرا نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اور وہ تھیلا بھی دکھایا جس میں بہت سا سونا اور چاندی تھی۔

لکڑہارا تو فوراً جھونپڑی کے پہلے مالک کے پاس پہنچا اور اسے سونے اور چاندی کا تھیلا ملنے کا پورا قصہ سنایا اور بولا کہ اگر یہ تھیلا آپ نے دبایا ہوا تھا تو آپ اپنا تھیلا لے لیں۔

جھونپڑی کا پہلا مالک جو ایک بہت بڑا سوداگر تھا اور دل کا امیر آدمی تھا۔ لکڑہارے کی ایمانداری سے بہت متاثر ہوا اور اس قدر خوش ہوا کہ کہنے لگا۔ "وہ تھیلا تم اپنے پاس رکھو اور اس ایمانداری کے صلے میں مجھ سے اسی قدر اور سونا چاندی لے جاؤ۔"

لکڑہارے نے ہر چند انکار کیا۔ لیکن سوداگر نے اسے ایک اور تھیلا دے کر کہا کہ یہ تمہارا انعام ہے۔

لکڑہارے نے سونا چاندی فروخت کر کے تجارت شروع کر دی اور نہایت ایمانداری سے کام کرنے لگا۔ محنت سے کمائی ہونے والی دولت میں اللہ تعالیٰ نے بے حد برکت ڈالی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بڑا تاجر بن گیا۔ اس نے ایک عالی شان مکان بنوایا اور اپنے بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگا۔

لیکن اس قدر دولت مند ہو جانے کے باوجود اس میں ذرہ برابر بھی تکبر پیدا نہ ہوا وہ ہمیشہ غریبوں اور یتیموں کی مدد کرتا۔ صدقہ خیرات دیتا۔ کیونکہ اسے وہ دن یاد تھے جب اسے پیٹ بھر روٹی بھی مشکل سے نصیب ہوتی تھی۔ وہ غریبی کی تکلیفوں سے واقف تھا اسلئے ہمیشہ غریبوں کی مدد کرتا۔

(نصرت عبدالرشید۔ [illegible])

●

خبرنامہ تشحیذ

● زمین کی پیمائش

زمین کی پیمائش حضرت عیسٰی علیہ السلام سے دو سو سال پہلے کر لی گئی تھی اور حیرت کی بات ہے کہ یہ پیمائش صحیح تھی۔ اس پیمائش کا طریقہ مشہور سائنسدان ارشمیدس کے ایک شاگرد ارٹوسس نے دریافت کیا تھا۔

اسی زمانہ میں اسکندریہ کے تقریباً ٹھیک جنوب میں سائنی نام کی ایک جگہ تھی۔ جسے اب اسوان کہتے ہیں۔ یہاں ایک کنواں تھا۔ دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر ہوتا تو اس کنویں میں کوئی سایہ نہ پڑتا۔ ارٹوسس تھنیز نے ایک دھوپ گھڑی کے ذریعہ ناپا کہ سورج جب سائنی میں عین سر پر ہوتا ہے۔ اس وقت یہ اسکندریہ سے کتنے زاویئے پر ہوتا ہے۔ اس نے ایک قدم ناپ کو نوکر رکھا اور اسے یہ سکھایا کہ ایک سے قدم اٹھا کر اور ساتھ ہی ساتھ ان کی گنتی کر کے کس طرح فاصلہ ناپا جا سکتا ہے۔ اسکندریہ سے سائنی کا فاصلہ معلوم کر لینے کے بعد ارٹوسس نے دنیا کا گھیر دریافت کر لیا۔ اس نے دنیا کا گھیر چوبیس ہزار میل یعنی اڑتیس ہزار چھ سو چوبیس (۳۸,۶۲۴) کلومیٹر نکالا۔ آج کل دنیا کا گھیر چوبیس ہزار آٹھ سو (۲۴,۸۰۰) میل یعنی انتالیس ہزار نو سو گیارہ (۳۹,۹۱۱) کلومیٹر مانا جاتا ہے۔ ان دونوں میں صرف آٹھ سو (۸۰۰) میل یعنی ایک ہزار دو سو ستاسی (۱,۲۸۷) کلومیٹر کا فرق ہے۔ جو ارٹوسس تھنیز کے پرانے طریقے کو دیکھتے ہوئے کچھ بھی زیادہ نہیں۔

(عامرہ فاروق ایبٹ آباد)

○

● برف پر چلنے والی کشتی

آج سے کچھ عرصہ پہلے عام خیال تھا کہ بادبانی کشتی ہوا کی رفتار سے تیز نہیں چل سکتی مگر کیلیفورنیا کے دو کاریگروں فرڈن رشیلی اور الجیران کھیلے نے ۱۹۶۸ء میں ریت پر چلنے

والی بادبانی کشتی تیار کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ اس کشتی کی رفتار ہوا کی رفتار سے اڑھائی گنا زیادہ تھی۔ اب سائنسدانوں نے ترقی کا ایک اور زینہ طے کیا ہے انہوں نے برف پر چلنے والی ایک کشتی تیار کی ہے جو ہوا سے پانچ گنا زیادہ رفتار سے چلتی ہے

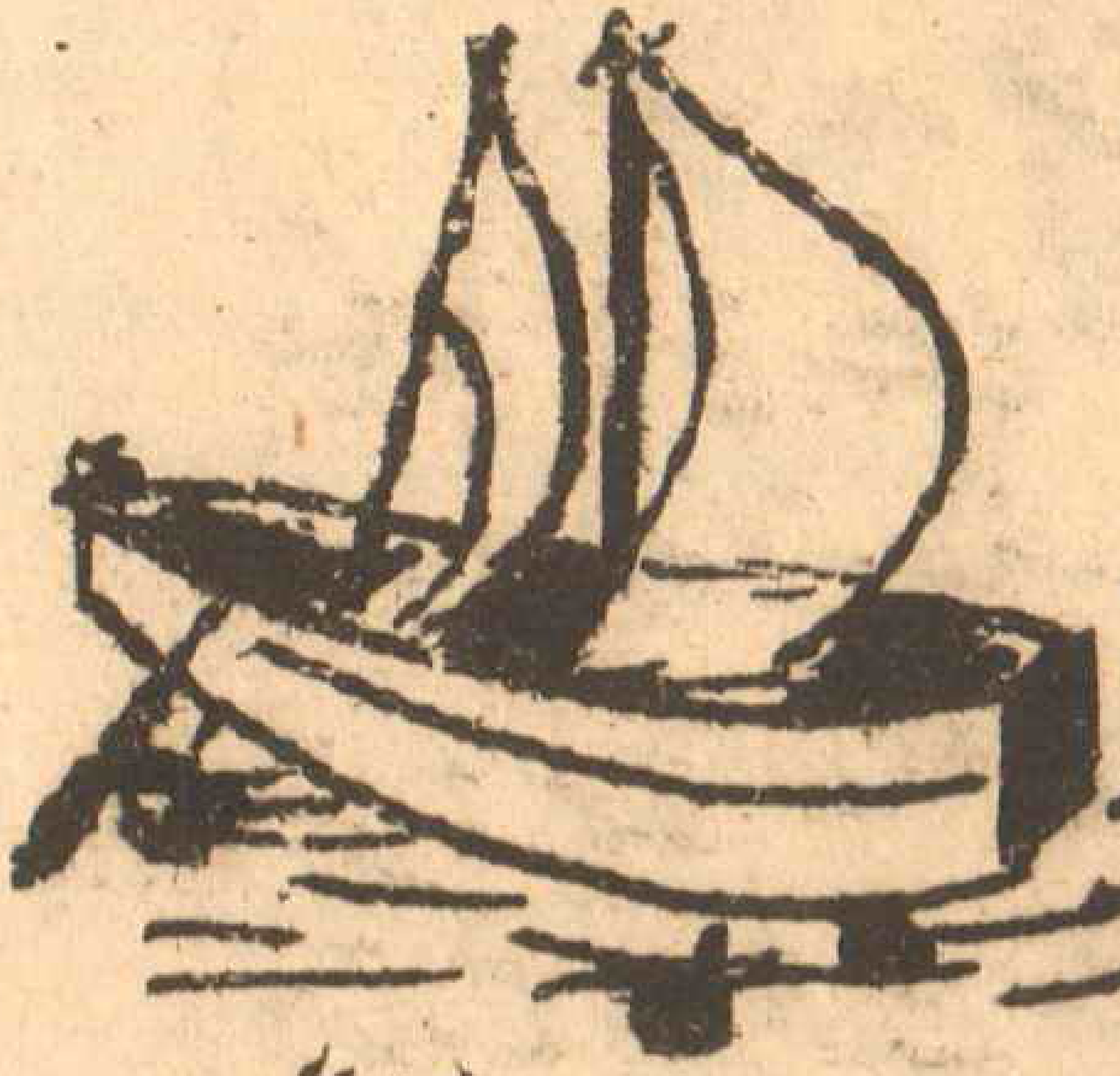

برف پر چلنے والی کشتی کی ساخت

ریت پر چلنے والی کشتی سے ملتی جلتی ہے۔ یہ چھوٹی سی تکون نما کشتی تین پہیوں پر چلتی ہے۔ دو پہیے اطراف میں ہیں اور ایک سامنے۔ کشتی پر ایک اونچا بادبان نصب ہے جو بہت حساس ہوتا ہے۔ ڈرائیور کے سامنے ایک سٹیرنگ ہے جس کی مدد سے کشتی کا رخ بدلتے ہیں۔

برف پر چلنے والی کشتیوں کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم "ڈی این" کہلاتی ہے بارہ فٹ لمبی اس کشتی کی قیمت چار سو ڈالر ہے اس میں ایک آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش ہے

دوسری قسم "ایرڈ سکیٹ" کہلاتی ہے اس کی لمبائی سولہ فٹ اور قیمت آٹھ سو ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ اس میں دو آدمی سفر کر سکتے ہیں۔

تیسری قسم اور سب سے بڑی کشتی کا نام "سکیٹر" ہے۔ اٹھائیس فٹ لمبی اس کشتی کی قیمت پچیس سو ڈالر سے لے کر تین ہزار ڈالر تک ہے اس میں دو سے زائد مسافروں کے بیٹھنے کا انتظام ہوتا ہے۔

(مرسلہ طلعت محمود احمد شمس آباد)

○

انتخابات

- دنیا کا سب سے بڑا انتخاب جو ہوا ہے وہ ہندوستان کی لوک سبھا کا ہوا۔ یکم مارچ تا ۱۰ مارچ ۱۹۷۱ء تقریباً ۱۵۴،۷۴۰،۰۰۰ ووٹرز نے ۲۷۴،۹۳۰،۰۰۰ ووٹروں میں سے ووٹ ڈالے۔ ۵۸۷،۲ امیدواروں کو ۵۱۸ سیٹوں کے لئے چنے گئے۔

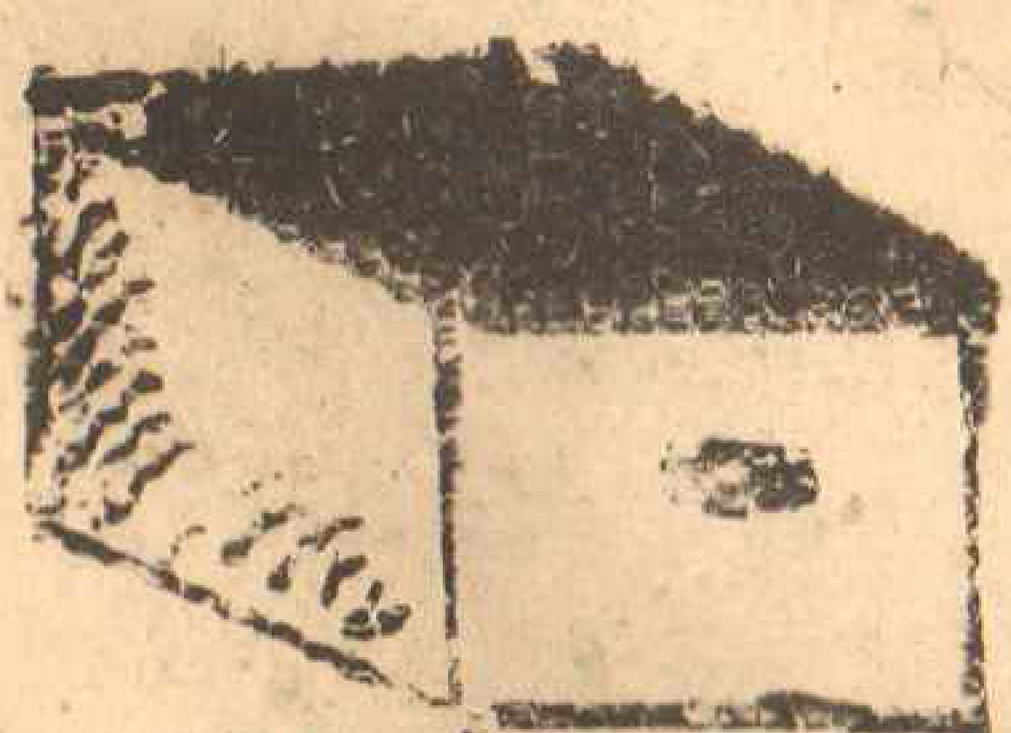

- وینزویلا (امریکہ) کا صدر [illegible] ہر تیسرے دن [illegible] جن میں اقوام [illegible]

سے جیتی۔ یہ زائد ووٹ مسٹر شیک شیک کو ملا تھا۔

• ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو شمالی کوریا میں انتخابات ہوئے جس میں سو فیصدی ووٹ ورکرز پارٹی آف کوریا کو ملے۔ ایسا دنیا کے ایک آزاد ملک میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔

• امریکہ کے صدارتی انتخابات منعقدہ ۱۹۶۴ء میں پارٹیوں نے دنیا کے تمام انتخابات سے زیادہ رقم خرچ کی۔ ۲۹،۰۴۰،۰۰۰ ڈالر خرچ ری پبلک پارٹی نے کیا (اس پارٹی نے ۹۱ سٹیٹیں جیتی تھیں۔) دو پارٹیوں میں سے ڈیموکریٹک پارٹی کے خرچ کا اندازہ ۵،۰۰۰،۰۰۰ ہے۔

• دنیا میں سب سے زیادہ پارٹیاں اٹلی میں رہیں۔ پارٹیوں کی تعداد (جو حکومت کی طرف سے رجسٹرڈ تھیں) ۷۳ ہے۔ یہ اندازہ ۹ مارچ ۱۹۵۸ء کو لگایا گیا تھا۔ ان پارٹیوں میں "فرینڈز آف دی مون" (FRIENDS OF THE MOON) نامی پارٹی شامل ہے جس کا مقصد ایک [illegible] امیدوار ہے۔

جنگ

دنیا میں سب سے زیادہ لمبی جنگ انگلینڈ اور فرانس کے مابین ہونی "HUNDRED YEARS WAR" نامی یہ جنگ ۱۳۳۸ء سے لے کر ۱۴۵۳ء (۱۱۵ سال) تک جاری رہی۔

سب سے چھوٹی جنگ جو اب تک عالمی ریکارڈ میں ریکارڈ کی گئی ہے یونائیٹڈ کنگڈم اور زنزیبار کے مابین ہوئی۔ جنگ صبح ۹ بج کر ۲ منٹ پر شروع ہوئی اور ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر ختم ہو گئی۔ (بتاریخ ۲۷ اگست ۱۸۹۶ء)

سب سے زیادہ انسانی جانیں جس جنگ میں تلف ہوئیں وہ دوسری جنگ عظیم تھی۔ (۱۹۳۹ء — ۴۵) جس میں تلف ہونے والی جانوں کی تعداد بشمول شہریوں کے ۵۴،۸۰۰،۰۰۰ ہے۔ ان میں سے ۲۵،۰۰۰،۰۰۰ روس کے، ۷،۸۰۰،۰۰۰ افراد چین کے تھے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۴۹۶ء سے لے کر اب تک تقریباً ۳۳۵۷ سالوں میں صرف ۲۳۰ سال امن کے رہے ہیں۔

(ظہور الہی بشیر دارالبرکات ربوہ)

◆

تشحیذ آپ کو کیسا لگا؟

ہمیں باقاعدہ اپنی رائے سے مطلع کریں تاکہ اس کے معیار کو بلند سے بلند تر کیا جا سکے۔ (ادارہ)

مزاحیہ

یہ یقینی چھکا تھا اگر......

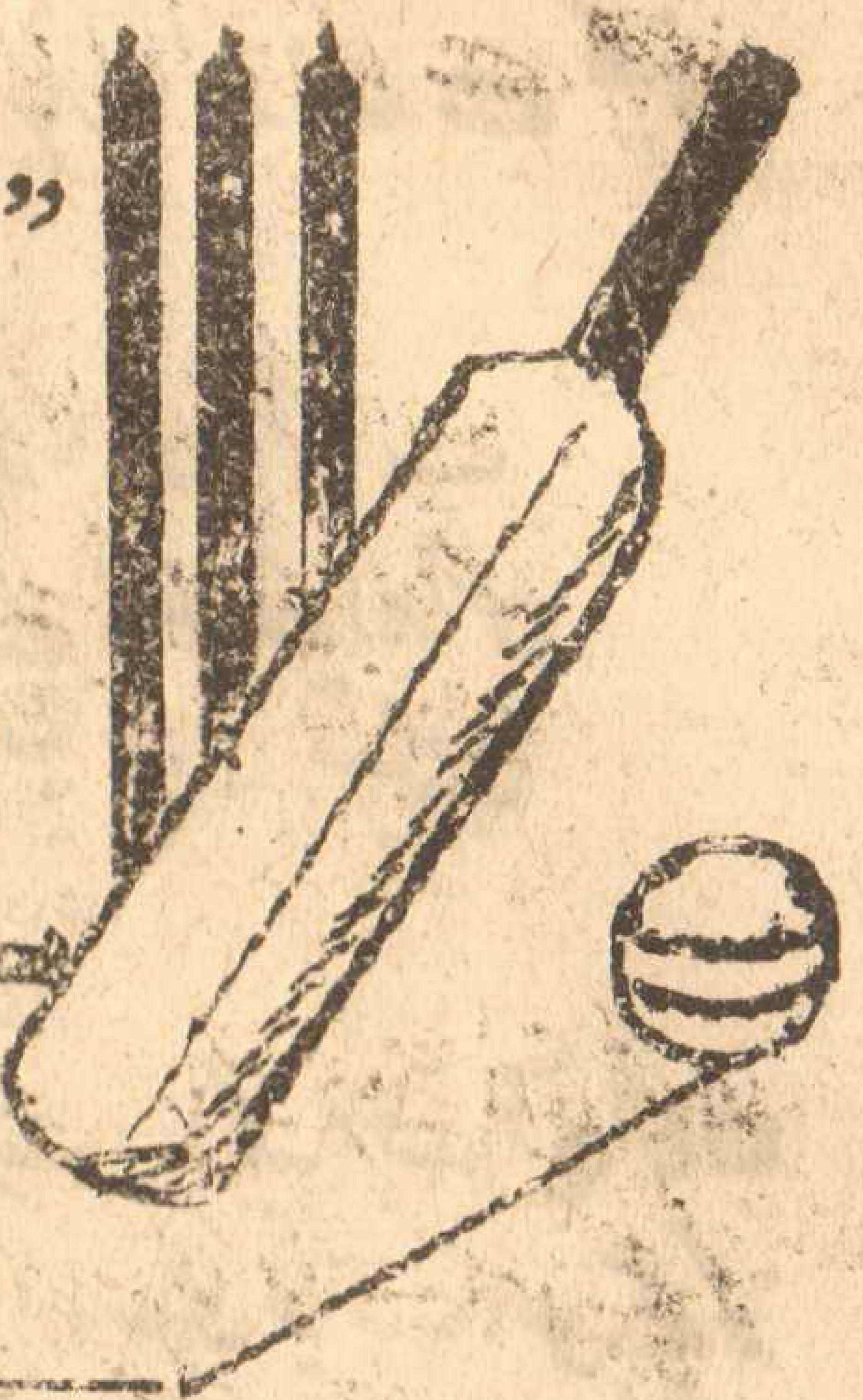

قدرت اللہ شمس بشیر آباد ضلع حیدرآباد

کرکٹ ——— ! جی ہاں آپ کو خود کھیلنے کا اتفاق ہوا ہوگا کیونکہ یہ گیم ہی کم بخت کچھ ایسی ہے کہ خود بخود کھیلنے کو دل چاہتا ہے اور پھر ان دنوں جبکہ ہماری قومی ٹیم کا میچ اندرون ملک یا بیرون ملک کسی دوسری ٹیم سے ہو رہا ہو تو بیچارے نہ تو گرمی سردی کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ہی ماسٹر صاحب کا [illegible] یاد رہتا ہے کیا شہر کیا دیہات ہر جگہ گلی کوچے کرکٹ کے میدان بنے ہوتے ہیں اور آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ دس دس برس کے بچے کھیلتے کرکٹ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] بڑی شستگی سے بولتے ہیں وہ بھی گیند بلا سنبھالے یوں گھومتے پھرتے ہیں جیسے یہ حضرت دنیا کے عظیم ترین کرکٹر ہیں اور اگر کوئی گلی کرکٹ کے میدان کے لئے منتخب کر لی گئی ہے تو پھر یقین جانیئے کہ اس کے مکینوں کی شامت آ گئی کیا مجال جو ان عظیم ترین کرکٹرز کے کان پر جوں تک رینگے۔ بال کسی کی آنکھ زخمی کرتا ہے تو یہ شکر کریں کیونکہ قصور زخمی ہونے والے کا ہے جو وہاں کھڑا ہوا ہے۔ اور اگر بال کسی کی ٹانگ کا ناپ نہ لیتا ہے تو ٹھیک مگر کیا [illegible] ہے جو اس وقت کھیل میں رکاوٹ پیدا ہو جیسے [illegible] کے [illegible] کو زخمی کرنے کی بجائے [illegible] قریبی گٹر کی نالی میں جا گرے۔

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جبکہ پاکستان [illegible] بیٹسمین [illegible] نیوزی لینڈ [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

ایک صبح جو ہماری آنکھ کھلی تو گلی میں ایک شور برپا تھا اور "پکڑو پکڑو" کی آوازیں بڑی صاف سنائی دے رہی تھیں۔ ہم نے جلدی سے گلی میں کھلنے والا دروازہ کھولا اور پھر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ساری گلی میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پہ لڑکے کچھ اس انداز سے کھڑے ہوئے تھے جیسے پہرہ دے رہے ہوں۔ گلی کے دوسری جانب [illegible]۔ ہم افسوس کے ساتھ یہ سوچ رہے تھے کہ یا اللہ یہ آج صبح ہی صبح کس غریب کا گھر لٹا ہے جو گلی میں پہرہ دیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم کچھ اور سوچتے یا کسی سے پوچھتے تیتری کی طرح کی کوئی چیز گولی کی سی تیزی سے ہماری گردن کی پشت پر اس زور سے لگی کہ ہمیں ساری کائنات گیند کی مانند گھومتی نظر آنے لگی اور ملک الموت کی پوری تصویر ہماری نظروں کے سامنے آ گئی۔

ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ یا اللہ یہ کس جرم کی سزا ہے کہ ایک دم تالیوں کی گونج میں وہ شور ہوا کہ اگر نامراد مشتاقاں بھی سن لیتا تو یقیناً آئندہ اس گلی میں آنے سے توبہ کر لیتا۔

ایک — دو — تین —

غرضیکہ جہاں تک ہماری حد نظر تھی۔ بچے ہی بچے اور ابھی ہم نے واقعہ کی تفصیلات معلوم [illegible] تین سال کے بچے نے ہمارا بازو زور سے کھینچا اور بولا :-

"یہ یقینی چوکا تھا اگر آپ
یہاں کھڑے نہ ہوتے اور اس
طرح میری ٹیم کی سنچری
مکمل ہو جاتی"

اور میں تصویرِ حیرت بنا ایک طرف اپنی گردن سہلا رہا تھا اور دوسری جانب اس بچے کو اذیت ناک مسکراہٹ کے ساتھ تک رہا تھا۔

○

ایک حسابی کھیل

ذیل میں ۹۱ کی ضرب دکھائی گئی ہے۔ کاغذ پنسل لے کر خود حل کریں۔ سلیٹ پر حل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں پھر جوابات کی مناسبت دیکھیں :-

۹۰۹۰۹ = ۹۱ × ۹۹۹
۸۰۸۰۸ = ۹۱ × ۸۸۸
۷۰۷۰۷ = ۹۱ × ۷۷۷
۶۰۶۰۶ = ۹۱ × ۶۶۶
۵۰۵۰۵ = ۹۱ × ۵۵۵
۴۰۴۰۴ = ۹۱ × ۴۴۴
۳۰۳۰۳ = ۹۱ × ۳۳۳
۲۰۲۰۲ = ۹۱ × ۲۲۲
۱۰۱۰۱ = ۹۱ × ۱۱۱

(رفیقہ [illegible] بشیرہ)

یاد رکھنے کی باتیں

محترم محمد اسمٰعیل صاحب منیر (ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فقرے بچوں کو زبانی یاد کر لینے چاہئیں جو زندگی بھر انھیں فائدہ دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

(۱) "خدا چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا - ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔" (الوصیّت)

(۲) "عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔" (کشتی نوحؑ)

(۳) "ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے .... یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔" (کشتی نوحؑ)

(۴) "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو، جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب اسلام ہے۔" (تریاق القلوب)

(۵) "اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں)

اطفال اپنا جائزہ لیں!

- کیا آپ کو کلمہ طیبہ مع ترجمہ زبانی یاد ہے؟
- کیا آپ کو نماز سادہ زبانی یاد ہے؟
- کیا آپ با ترجمہ نماز جانتے ہیں؟
- کیا آپ پنجوقتہ نماز مسجد میں جا کر باقاعدہ ادا کرتے ہیں؟
- کیا آپ روزانہ تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں؟
- کیا آپ صد سالہ جوبلی کی دعائیہ تحریکات پر باقاعدگی سے عمل کرتے ہیں؟
- کیا آپ کو سترہ آیات (سورۃ بقرہ کی پہلی ۱۷ آیات) زبانی یاد ہیں؟
- کیا آپ کو "اطفال کا وعدہ" یاد ہے؟
- کیا آپ آداب مجلس اور آداب مساجد سے واقف ہیں؟
- کیا آپ بڑوں کا کہا مانتے ہیں؟

عزیز بچو! اگر آپ ان خوبیوں سے محروم ہیں تو آج ہی عہد کریں کہ ہم روزانہ ان باتوں پر عمل کریں گے اور اپنی خامیاں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

(سیکرٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

مضمون نگاروں سے......

اپنے مضامین:

- صاف اور خوشخط کاغذ کے ایک طرف اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- ایک کاغذ پر ایک ہی چیز کے بارہ میں درج کریں۔ مثلاً لطائف، کہانیاں، نظمیں، بزم تشحیذ اور شگفتہ شگوفے وغیرہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ کاغذ پر لکھیں۔ ایک ہی مضمون کے مختلف نسخے [illegible] سے نقل کر کے بھیجیں۔ جہاں سے کوئی چیز اخذ کریں یا نوٹ کریں اس کا حوالہ بھی ساتھ دیں!
- کہانی یا مضمون وغیرہ لکھنے کے بعد اپنا نام اور پتہ ضرور لکھیں۔
- ناصرات کے صفحات کے لئے ناصرات آنحضورؐ، حضرت مسیح موعودؑ کی صحابیاتؓ کی پیاری تاریخی اور خدا پرستی کے ایمان افروز واقعات بھی لکھ کر بھیجا کریں۔
- نقل سے بچیں اور خود لکھنے کی کوشش کریں۔ تشحیذ کے معیار کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے ہمیں آپ کی قلمی معاونت اور خریداری میں اضافہ کے ساتھ ساتھ آپ کی آراء اور مشوروں کی بھی ضرورت ہے۔ (ادارہ)

ناصرات کے صفحات

تعلیمِ نسواں

علم وہ دولت بے بہا ہے جس کی ہر مرد و عورت کو ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا میں وہی قوم ترقی کر سکتی ہے جس کے تمام مرد و زن زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوں۔ امریکہ اور برطانیہ کے ممالک ترقی کے میدان میں اس لئے آگے نکل گئے ہیں کہ وہاں کے لوگ سو فیصدی تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دین و دنیا کا کوئی کام علم کے بغیر خاطر خواہ انجام نہیں پا سکتا۔ سرورِ کائنات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر تعلیم حاصل کرنا فرض ہے۔ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جب تک یہ دو پہیے برابر نہیں ہوں گے گاڑی نہ چل سکے گی۔ جس طرح مرد کے لئے تعلیم ضروری ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے

پرانی تہذیب کے عمر رسیدہ لوگ تعلیم نسواں کے مخالف ہیں۔ آبادی کا زیادہ حصہ ان پڑھ ہے۔ دیہاتی لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانا انہیں بے ادب، فضول خرچ اور فیشن پرست بناتا ہے۔ ان کے خیال میں تعلیم کا واحد مقصد ملازمت کا حصول ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ علم ہی سے انسان نیک و بد اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔

گھر ایک چھوٹی سی سلطنت ہے جس میں خاوند بادشاہ اور عورت اس کی وزیر ہوتی ہے۔ جس بادشاہ کا وزیر ہی

جاہل ہو گا۔ وہ گھر کے معاملات میں خاک مشورہ دے سکے گی؟

تعلیم سے بے بہرہ عورت اپنے خاوند کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ جو عورت تعلیم سے بہرہ مند ہو گی۔ حقیقی طور پر وہی ماں، بیوی بہن بننے کے قابل ہو سکتی ہے۔ بزرگوں کا یہ مقولہ تو سب نے سنا ہو گا کہ بچے کا ابتدائی مدرسہ ماں کی گود ہے۔ اگر ماں ہی جاہل ہو گی تو بیٹے کو تعلیم کیا دے گی؟

اس لئے ہمارے ملک میں حکومت نے تعلیم نسواں کے مراکز کھولے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ سب بہن بھائیوں کو اور مجھے بھی علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(اعجاز اللہ باجوہ۔ ربوہ)

◆

چپس بنانے کا طریقہ

صاف ستھرے اور بے داغ آلوؤں کو دھو کر چپس کٹر سے باریک باریک چپس بنا لئے جائیں۔ پھر ان کٹے ہوئے چپس کو تازہ اور ٹھنڈے پانی میں پندرہ بیس منٹ تک بھگو دیں تاکہ زائد شکر پانی میں نکل جائے۔ بعد میں ان کو نکال کر کاغذ کے اوپر الگ الگ سوکھنے ڈال دیں۔ پھر پکتے ہوئے گھی یا تیل میں تھوڑے تھوڑے چپس ڈال کر پکا لینے چاہئیں۔ گھی سے چپس نکالنے کا صحیح وقت وہ ہے جب یہ کھڑکھڑ کے ساتھ سوکھے پتوں کی طرح آواز دیں اور رنگ ہلکا سنہری ہو جائے۔

تیار کردہ چپس کو ایک چھلنی میں رکھئے تاکہ گھی کی فالتو مقدار علیحدہ ہو جائے پھر حسب خواہش نمک میں مرچ مصالحہ ملا کر ان کے اوپر چھڑک دیں۔ ٹھنڈے ہونے پر ان کو سیلوفین یا پالیتھین کے چھوٹے چھوٹے لفافوں میں بند کر دیں۔ چپس تیار ہیں۔

(رضیہ مسعود۔ کوٹ لچھمیان سندھ)

◆

ناصرات الاحمدیہ

کو چاہیئے کہ وہ اپنے صفحات کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں۔ اور اپنے مضامین نظمیں اور گلدستے وغیرہ تشحیذ میں اشاعت کے لئے بھیجیں!

یہ آپ کے اپنے صفحات ہیں انہیں خوب سے خوب تر بنانے کے لئے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

—— (ادارہ)

طالبات کا ترانہ

جنابِ نسیم سیفی

ملّت کی ہیں ہم بیٹیاں
تعلیم ہے اپنا نشاں
ہم طالبِ دینِ متیں
تہذیب کی روحِ رواں

علم و عمل کا اک علَم ہاتھوں میں لے کے دم بہ دم
حق و صداقت کی قسم بڑھتی چلی جاتی ہیں ہم
ہم موردِ فضل و کرم رکتا نہیں اپنا قدم

ملّت کی ہیں ہم بیٹیاں

ہم مشعلیں ہیں شمع رو   روشن ہے ہم سے چار سُو
ہم نیک خصلت نیک خُو   پھیلائیں خوشبو کُو بہ کُو
ہر اک عمل ہر گفتگو   اسلام ہے یہ ہُو بہو
ملّت کی ہیں ہم بیٹیاں

قوم و وطن کی پاسباں   اَمن و اماں کی رازداں
ہم کارواں در کارواں   منزل کی جانب ہیں رواں
دُنیا و دیں کے نکتہ داں   مقصود ہیں دونوں جہاں
ملّت کی ہیں ہم بیٹیاں

ظُلمات میں ہیں بحر و بر   اُلجھے ہوئے ہیں خیر و شر
دُھندلا گئی چشمِ بشر   عقل و خرد ہیں بے اثر
توفیق دے اے چارہ گر   اِنساں کو لائیں راہ پر
ملّت کی ہیں ہم بیٹیاں

تعلیم ہے اپنا نشاں
ہم طالبِ دینِ متیں
تہذیب کی رُوحِ رواں

تکیے کا خوبصورت پھول

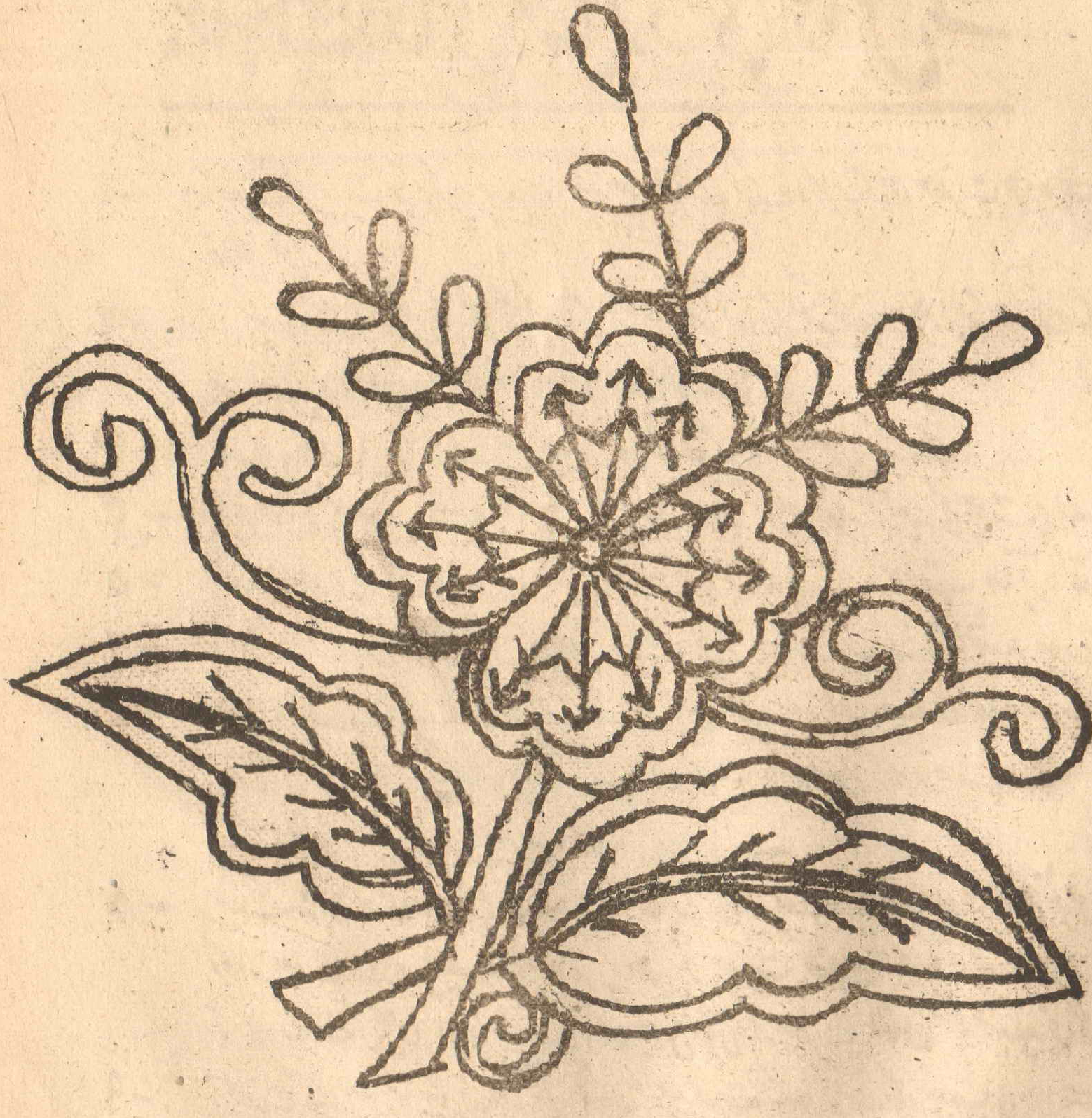

(الف۔ آر۔ نور نگر فارم)

میاں محمد نواز تیمور برائے مقابلہ

جوابات انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۹

۱۔ آنحضرتؐ کی سیرت مبارکہ پر سب سے پہلی کتاب ایک اکابر تابعی حضرت عروہ بن زبیرؓ نے لکھی تھی۔

۲۔ خانہ کعبہ کو خدا کا پہلا گھر کہا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند عزیز حضرت اسمٰعیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی تھی۔

۳۔ اسلام سے قبل خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بُت تھے۔

۴۔ اہل قریش کا سب سے بڑا بت "ہبل" تھا۔ جو خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔

۵۔ حضرت خدیجہؓ کے پاک اور اعلیٰ اخلاق کی بنا پر آپ کا لقب طاہرہ تھا۔

۶۔ آنحضرتؐ کے دورِ نبوت میں سب سے پہلے حضرت حارثؓ شہید ہوئے۔

۷۔ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضرتؐ غارِ ثور میں ٹھہرے تھے آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔ یہ غار مکہ مکرمہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

مدینۃ النبیؐ کا پرانا نام یثرب تھا۔

۸۔ سنہ ۶ھ (ذی قعدہ) آنحضرتؐ صحابہؓ کی کثیر تعداد کے ساتھ عمرہ کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ٹھہر کر حضرت عثمانؓ کو مکہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا بعد میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا ہے۔

۹۔ آنحضرتؐ نے اس موقع پر قصاصِ عثمانؓ میں موت تک لڑنے کی بیعت لی۔ اسے "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں آنحضرتؐ خود شامل ہوئے اور جنگ وہ لڑائی جس میں آنحضرتؐ خود شامل نہیں تھے۔

◆

میاں محمد نواز میموریل مقابلہ

انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش ۱۰

شرائط:

اس مقابلہ میں اطفال کے علاوہ ناصرات بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ اوّل آنے والے کو ایک سال تک بچوں کا پیارا رسالہ تشحیذ الاذہان "مفت" ارسال کیا جائے گا۔ دوم آنے والے ہونہار کو چھ ماہ تک کے لئے رسالہ تشحیذ الاذہان مفت ارسال کیا جائے گا۔ جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ ۲۰ فروری ہے۔ جوابات بھیجنے کا پتہ یہ ہے:- محمد عمر دراز تنویر، کوٹھی نمبر ۵ - ڈی بلاک بی - سمن آباد لاہور

۱- غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

۲- ابوجہل دو کم عمر بچوں کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ بچوں کے نام بتائیے؟

۳- سیف اللہ کا خطاب کس صحابی کو دیا گیا تھا؟

۴- حضرت عثمان رضی کا لقب کیا تھا؟

۵- قرآن شریف کی سب سے بڑی سورۃ کون سی ہے؟

۶- قرآن پاک میں کتنی سورتیں مکی ہیں اور کتنی مدنی؟

۷- حضرت امام بخاری رحمۃ کا پورا نام کیا تھا؟

۸- اسرائیل کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۹- دریائے گنگا کہاں واقع ہے؟

۱۰- لیبیا کے دارالحکومت کا نام بتائیے؟

(جوابات اگلے ماہ کے تشحیذ میں ملاحظہ فرمائیں!)

مسکرائیے

دوسری جنگِ عظیم میں جاپانیوں کی قید میں ایک جاپانی افسر صبح سیر کو نکلا۔ کچھ دور گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چند مسلمان نماز پڑھ رہے تھے۔ اسے بڑا ہی عجیب معلوم ہوا کہ ایک آدمی آگے کھڑا ہے۔ وہ کچھ کہتا ہے اور کرتا ہے تو سارے ویسا ہی کرتے ہیں۔ کہنے لگا کہ بڑا ڈسپلن ہے۔

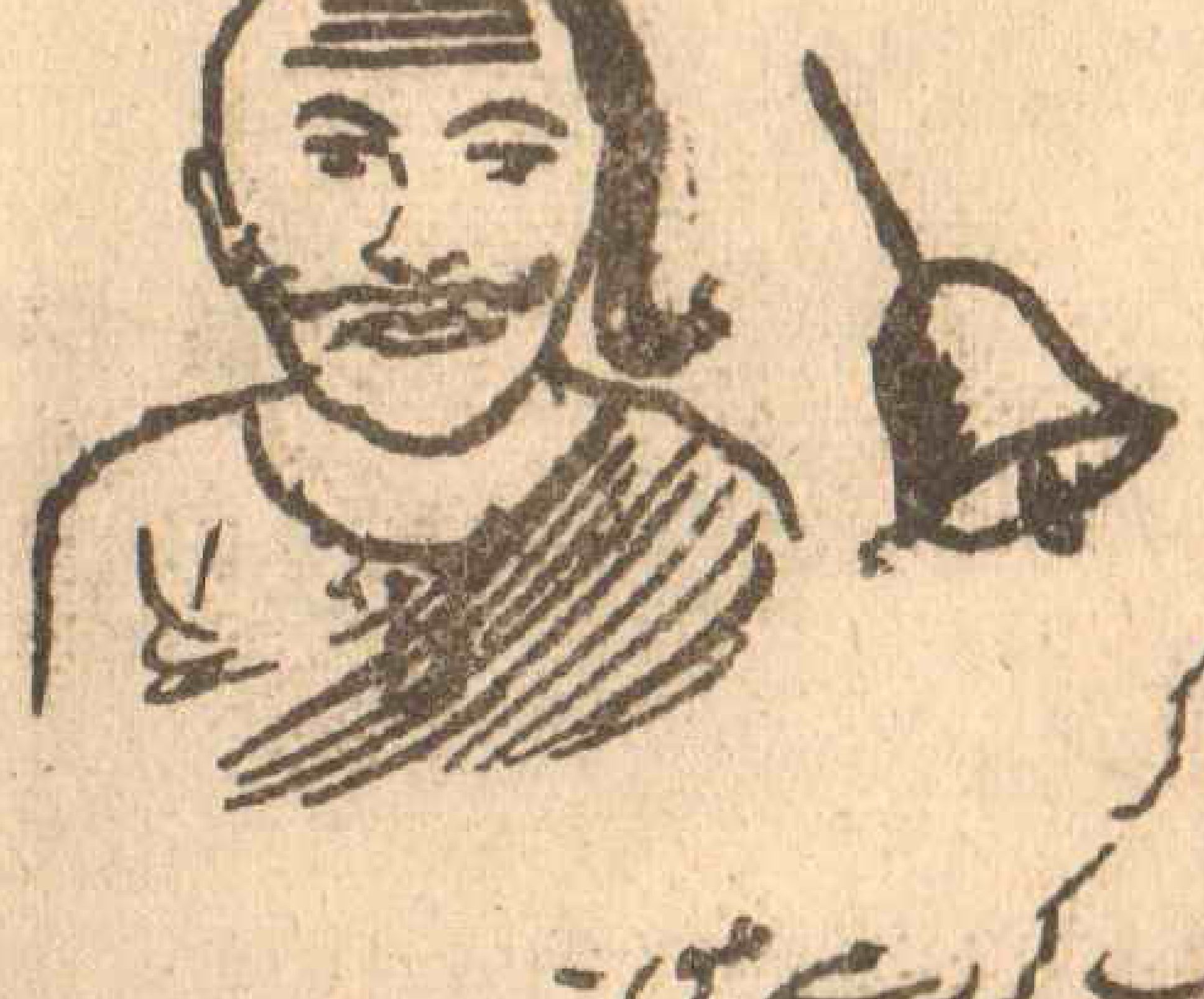

کچھ اور آگے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چند ہندو بیٹھے گھنٹیاں بجا رہے ہیں۔ اسے بُرا محسوس ہوا کہ مسلمان ادھر نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ گھنٹیاں بجا کر انہیں ڈسٹرب کر رہے ہیں۔

کچھ اور آگے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ چند سکھ بیٹھے چمٹا بجا رہے ہیں۔ اسے بڑا غصہ آیا کہ یہ سب ان مسلمانوں کی عبادت میں خلل پیدا کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ سب اپنی اپنی عبادت کر رہے تھے۔ چنانچہ اس افسر نے سب کو حکم دیا:۔ "اٹھو! یہ کیا شور شرابہ ہے۔ چلو ادھر اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ! اور جیسا وہ کرتے ہیں کرو۔ خواہ مخواہ ان کو پریشان کر رہے ہو۔"

(۲)

جاپانیوں ہی کی قید میں مختلف تہواروں کے موقع پر بڑی مشکل پیش آتی تھی۔ جاپانی افسروں کو بتانا پڑتا تھا کہ آج جن کے سر پر پگڑیاں ہوتی ہیں ان کا تہوار ہے۔ تو سکھ چھٹی کرتے تھے۔ آج جن کے سر پر بودیاں ہوتی ہیں ان کا تہوار ہے تو ہندو چھٹی کرتے تھے۔ اور آج جن کے داڑھیاں ہیں ان کا تہوار ہے۔ تو مسلمان چھٹی کرتے تھے۔

جاپانیوں کو بڑا غصہ آتا تھا۔ ایک دن کہنے لگے۔ "یہ کیا مصیبت ہے ہم ایک دن

مقرر کرتے ہیں۔ اس دن جس کا دل چاہے جو کچھ مرضی کرے دیوالی منائے۔ بیساکھی منائے یا عید منائے۔"

(شفیق احمد آسی ربوہ)

* * *

عید کا دن تھا اور عید کی خوشیاں رات گئے تک جاری تھیں۔ ہم سب ان خوشیوں سے فارغ ہو کر رات کے تقریباً ۱۲ بجے سو گئے۔ ابھی سوئے ہوئے ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ اچانک دروازے پر کسی نے دستک دی اور کسی کے مانگنے کی آواز آئی۔ بادل ناخواستہ اٹھا۔ اور دروازہ کھولا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ایک فقیر کھڑا ہے۔ اس نے صدا لگائی۔

"بابو جی اللہ کے نام پر کچھ دو!"

مجھے سخت غصہ آیا۔ میں نے کہا۔ "بھلا یہ کون سا وقت ہے مانگنے کا؟"

فقیر بڑی متانت سے بولا۔

"بابو جی! آج میں اوور ٹائم لگا رہا ہوں۔"

(وسیم احمد جام شورو کالونی)

* * *

چند سال پہلے کی بات ہے ہماری کلاس میں دو نئے نام کی لڑکیاں داخل ہوئیں یعنی جوہر اور عنبرین۔ میں نے گھر آ کر اس کا ذکر اپنی بڑی باجی سے کیا۔ انہیں بھی یہ نام سہانے لگے چند دن بعد ہمارا انگلش کا ٹیسٹ ہونا تھا مگر نہ ہوا۔

باجی نے پوچھا۔ "آج تمہارا انگلش کا ٹیسٹ کیوں نہیں ہوا؟"

میں نے جواب دیا کہ "مس کہتی تھیں کہ آج میجورٹی غیر حاضر ہے اس لئے ٹسٹ نہیں ہو گا۔"

(میجورٹی انگریزی کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ اکثریت یعنی زیادہ تعداد۔)

باجی سمجھیں کہ شاید میجورٹی بھی کسی نئی لڑکی کا نام ہے۔ چنانچہ جھٹ بولیں۔

"صرف ایک میجورٹی کے لئے پوری کلاس کا حرج؟"

(عابدہ شمیم۔ ایچ۔ ایم سی کالونی ٹیکسلا)

* * *

ننھی ذکیہ دوربین لگائے کھڑی تھی جو اسے سالگرہ کے موقع پر کسی نے تحفہ دیا تھا۔ اتنے میں ماموں جان آ گئے اور بولے۔ "ارے کبھی دوربین سے دیکھنے میں کوئی فرق پڑتا ہے؟"

ذکیہ بولی۔ "ہاں ماموں جان! اتنا فرق پڑتا ہے کہ آپ اتنی دور جو مسجد دیکھ رہے ہیں نا جب دوپہر کو میں نے دوربین لگا کر دیکھا تو وہ مسجد اتنی قریب آ گئی کہ خطبہ کی آواز صاف سنائی دینے لگی۔"

(عابدہ صدیقہ۔ دار الصدر شرقی ربوہ)

* * *

فاستبقوا الخیرات

مجالس کی دوڑ

رجوعہ ضلع گجرات

مجلس اطفال الاحمدیہ رجوعہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات نے ۱۸ر جنوری ۱۹۷۸ء کو ایک جلسہ "یوم والدین" منایا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض مکرم چوہدری صفدر علی صاحب وڑائچ قائد حلقہ رجوعہ نے انجام دیئے۔ تلاوت و نظم کے بعد سات تقاریر ہوئیں۔ جن میں سے دو تقاریر اطفال کی تھیں۔ ان تقاریر میں والدین کو اپنے بچوں کی بہتر رنگ میں تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں جملہ حاضرین کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔

۲۲ر جنوری کو مجلس کے اطفال نے ایک وقار عمل منایا جس میں اطفال نے پختہ اینٹیں اپنے سر پر اٹھا کر دوسری جگہ پہنچائیں۔ یہ وقار عمل مکرم قائد صاحب حلقہ رجوعہ کی نگرانی میں ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اور دعا کے ساتھ ختم ہوا۔

(محمد ظفر اللہ خان وڑائچ۔ ناظم اطفال رجوعہ ضلع گجرات)

چک ۵۲ شمالی ضلع سرگودھا

مجلس اطفال الاحمدیہ ۵۲ شمالی نے ماہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں دو تقریری مقابلوں کا اہتمام کیا۔ پہلا مقابلہ ۱۳ر دسمبر کو اور دوسرا ۱۶ر دسمبر کو ہوا۔ اطفال نے ہر دو مقابلوں میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ اول الذکر مقابلہ میں اوّل سلیم اللہ صاحب، دوم شفقت اللہ صاحب اور سوم اکرام اللہ صاحب رہے۔ دوسرے مقابلہ کا نتیجہ یوں رہا۔

اوّل: شفقت اللہ ناصر صاحب، دوم: سلیم اللہ صاحب اور ظفر اللہ خان صاحب
سوم۔ علی محمد صاحب۔ ہر دو مقابلوں کے بعد اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

(ناظم اطفال چک ۵۲ شمالی ضلع سرگودھا)

Tabligh 1357 H S.—February 1978 Monthly TASH-HEEZ-UL-AZHAN Rabwah Regd. No. L7128

پھلوں کی لذّت آفرین خوشبوؤں سے بھرپور
شیزان کا —
شربتِ ثمرقند
شربتِ ثمرقند
SHEZAN INTERNATIONAL LIMITED
Shezan - for that extra taste of goodness
S/ 4-77
SCAN

Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.